ذوالحجہ: ۱۴۰۹ھ
جولائی: ۱۹۸۹ء

نقیبِ ختمِ نبوۃ

ملتان

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ○

● مرزائیوں کے چوتھے گُرو گھنٹال مرزا طاہر نے ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو لندن میں اپنے آقاؤں کی آغوش میں بیٹھ کر عالمِ اسلام کو چیلنج دیا کہ وہ حق اور باطل کے آخری فیصلہ کے لئے اُس سے "مُباھلہ" کر لیں۔

● علماء نے مُباھلہ کا چیلنج قبول کیا تو مرزا اپنے فیصلہ سے مُنحرف ہو گیا۔

● اُس نے میدانِ مُباھلہ میں آنے سے انکار کر دیا۔

اُس نے کہا :

"میرے مخالف ایک سال کے اندر اندر اللہ کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔"

مگر مُسلمانوں پر اللہ کی مزید رحمتیں نازل ہوئیں :

● گزشتہ دِنوں بھارت کے صوبہ کیرالہ کے شہر کو ڈتیور میں مرزائیوں کے امیر ڈاکٹر منظور نے مُسلمانوں کی طرف سے مُباھلہ کا چیلنج قبول کر لیا۔ وہ اللہ کے عذاب کا شکار ہو کر دُوسرے ہی دِن مر گیا اور جہنّم داصل ہو گیا۔

"بے شک حق آ گیا اور باطل بھاگ کھڑا ہوا۔

مرزا طاہر! ہمّت ہے تو تم بھی میدان میں آ کر حق کا مُشاہدہ کر لو ....!

رئیس التحریر

ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری

یکے از مطبوعات

تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت — شعبۂ تبلیغ — عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

نبوّت ، وحدتِ اُمت
اور ـــــ مرزائیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہی وُہ واحد ذریعہ ہے جس نے مختلف فرقہ بندیوں کے باوجود مسلمانوں کی وحدت کو برقرار رکھا ہُوا ہے۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد کسی نئی نبوّت کا تصور وحدتِ اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کے مترادف ہے۔

مرزائیت کی تحریک جو مذہبی رُوپ میں مودار ہوئی دراصل مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد فنا کرنے اور اُن کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ایک خوفناک سازش ہے جو انگریزی دورِ حکومت میں تیار کی گئی۔ مرزائیت کی تنظیم انگریزی راج کو دوام بخشنے کی ایک تدبیر ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری زندگی انگریزوں کی قصیدہ خوانی میں گذری۔ مرزائیت کو ہم ایک ایسے درخت سے تشبیہ دے سکتے ہیں جس کی آبیاری اور حفاظت اپنی سیاسی مصلحت کے تحت انگریز کرتے رہے اور جب تک وہ یہاں رہے اس کے برگ و بار سے متمتّع ہوتے رہے۔"

حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

سالِ اشاعت: ۲ ○ سلسلۂ اشاعت: ۷

ذوالحج ۱۴۰۹ھ ○ جولائی ۱۹۸۹ء

سرپرست اکابر:

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ

مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ

مولانا محمد عبداللہ مدظلہ

مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ

مولانا محمد عبدالحق مدظلہ

رفقائے فکر:

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

سید عطاء المحسن بخاری

سید عطاء المؤمن بخاری

سید عطاء المہیمن بخاری

سید محمد کفیل بخاری

سید عبدالکبیر بخاری

سید محمد ذوالکفل بخاری

سید محمد ارشد بخاری

سید خالد مسعود گیلانی

عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا

عمر فاروق عمر ○ محمود شاہد

قمر الحسنین ○ بدر منیر احرار

اس شمارہ میں:

دل کی بات : سید عطاء المحسن بخاری ۲

یوم الحج کا دردِ مقدس : مولانا ابوالکلام آزادؒ ۱۲

امام خمینی کے انتقال پر مولانا کوثر نیازی کا شعر } خادم حسین شیخ ۱۳

مولانا کوثر نیازی کا باپ گم ہوگیا ہے : حافظ ارشاد احمد ۲۵

اسلامی عبادات قسط ۲ : مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ۲۸

بیت اللہ کے مسافر : خادم کیتھلی ۳۲

مرزائیت ۔ انگریز کی ضرورت : زیڈ اے سلیری ۳۴

آج میں آزاد ہوں اپنے وطن میں : آپا ہندہ ۳۵

سیکولرازم اور پاکستان : پروفیسر خواجہ خورشید احمد ۴۰

ہم انتقام نہیں لیں گے : دیدہ ور ۴۲

یہ تہمت ہے مختاری کی : محمد جاوید اختر ۵۲

غیرت حیرانی سے تکتی ہے : حافظ عرفان احمد عرفانی ۵۶

رابطہ:

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

فون : ۷۲۸۱۳

قیمت : ۵/= روپے

سالانہ : ۵۰/= روپے

دِل کی بات:

پاکستان کے قیام کے زمانے میں اس زمین بے آئین پر برطانوی اثر و نفوذ تھا اور مسلم لیگ پاکستان کے قیام کا تمغہ سینے پر سجائے حکمران تھی مسلم لیگ کی مسلم قیادت سے روابط اور مراسم کی بنیاد پر سر ظفر اللہ خاں اسلامیانِ پاکستان کی خارجہ حکمت عملی کے واحد با اختیار مرتد نمائندہ تھے انہوں نے پاکستان کی کیا خدمت کی اور کیا نہیں اس سے بحث نہیں البتہ انہوں نے غلام احمد قادیانی کی بنوت کی سفارت کے فریضہ کی ادائیگی کا حق ادا کیا پوری دنیا میں جہاں اُن کا بس چل سکا انہوں نے مرزائیت کی تبلیغ کیلئے آسانیاں پیدا کیں مرزائی مبلغین کو بیرونی حکومتوں سے بے پناہ مراعات دلائیں اور باور یہ کرایا کہ یہ لوگ پاکستان کے تبلیغی سیکٹر میں کام کرنے والے مسلمان ہیں۔ اور اندرون ملک مرزائیوں کو تمام کلیدی عہدوں پر مسلط کیا گیا انہوں نے اپنے اختیارات کا ایسا ناجائز استعمال کیا کہ پاکستان میں تبلیغ اسلام گویا شجر ممنوعہ ہو کر رہ گئی۔ خصوصاً مجلس احرار اسلام کے اکابر پر پابندیاں، زبان بندیاں، پکڑ دھکڑ، مار کٹائی اور مسجدوں پر تالے ایک قہر تھا جو ٹوٹا پڑتا تھا اسی جبر و تشدد اور ظلم و استبداد کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم بنوت برپا ہوئی تو مسلم لیگی حکومت نے ۱۳ ہزار مسلمانوں کو گولیوں سے بھون کر رکھ دیا مگر ظفر اللہ خاں کو وزارتِ خارجہ کے عہدہ سے الگ نہ کیا یہ مسلم لیگی حکومت کا زریں کارنامہ تھا کہ ایک خالصتاً آئینی مطالبہ کو مارشل لاء کے ذریعے دبا دیا گیا۔ پھر پاکستان امریکی حکمت عملی کا صید زبوں بنا تو "ہم ہو گئے اسی کے جو نہ ہو سکا ہمارا!" ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں مرزائیوں نے شب خون مارنے کی ٹھانی تو بھٹو صاحب نے مرزائیوں کو آڑے ہاتھوں لیا اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا لیکن امریکی لابی کے قانونی جغادروں نے نان مسلم اور ناٹ مسلم کی بحث میں مسئلہ الجھا دیا جس کے نتیجہ میں کلمہ، اذان، مسجد، نماز اور دیگر شعائرِ اسلامی کے اپنانے میں مرزائیوں پر کوئی پابندی نہ لگ سکی اور ہائی کورٹ کے شیخ آفتاب حسین جیسے ججوں نے بھی مرزائیوں کو اسلامی شعائر اپنانے کی اجازت دیدی۔ یہ بھی بھٹو صاحب کی راج دھانی میں ہی ہوا۔ جنرل ضیاء الحق نے اپنے فوجی جرنیلوں کی رفاقت میں بھٹو راج کا ٹاٹ لپیٹا تو پھر مرزائیوں کی رہی سہی کسر بھی پوری ہوئی ان پر جائز اور قانونی پابندیاں عائد کی گئیں اور تمام اسلامی شعائر کا تحفظ کیا گیا اور شیخ آفتاب حسین صاحب اپنے لاؤ لشکر سمیت محروم اقتدار ہو گئے۔ ضیاء الحق ۱۷ راگست کے سازشی عمل میں کھیت ہوئے تو پیپلز پارٹی برسرِ اقتدار آئی

پیپلز پارٹی نے اپنے بانی محسن و مربی ذوالفقار علی بھٹو کے شاندار کارنامے پر خطِ نسخ کھینچ ڈالا اور نسیم احمد

سکہ بند گزیٹڈ مرزائی مہرے کو اقوام متحدہ میں پاکستان کا نمائندہ بنا دیا اب کہ وہ نمائندگی کنفرم ہوگئی ہے پی پی پی کے متعلق ہمارے خدشات یقین میں متبدل ہوگئے ہیں کہ پی پی پی کی حکومت نے اپنی بقاء و استحکام کے جو وعدے امریکی سامراج کے بزرجمہروں سے کیئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پاکستان میں مرزائیوں کو ان کا کھویا ہوا مقام واپس دلا دیا جائے ——— ضیاء دشمنی میں اتنی شدت کہ اس کے غلط کاموں کو پامال کرتے کرتے اس کے اچھے اور اعلیٰ کاموں کو بھی پامال کیا جائے کیا یہ جمہوریت ہے ؟ اور جمہوریت کے پنپنے کی یہی ریت ہے ؟ ضیاء دور کی علامتوں کو مٹاتے مٹاتے کہیں دین کی علامتوں کو بھی مٹا دینا یہی غلطی بھٹو صاحب سے ہوئی تھی اور اب دختر بھٹو بھی اسی غلطی کو دُھرا رہی ہے۔ دس کروڑ پاکستانی مسلمانوں کا نمائندہ نسیم احمد مرزائی؟ کیا پاکستان میں کوئی ایسا مسلمان نہیں تھا یا پیپلز پارٹی میں بھی نسیم احمد کے معیار کا کوئی انسان نہیں جسے اقوام متحدہ میں پاکستان کا نمائندہ نامزد کیا جاتا کہ ایک مرتد قومی مجرم کو ہمارے سر پر تھوپ دیا گیا ہے۔ امت کی اجتماعی حیثیت کو اس سے بڑا چرکا اور کیا ہوگا اور یہ عمل ضیاء دشمنی بھی مان لیا جائے تو مرزائی دوستی بھی تو ہے۔ یہ عملِ بد جمہوری عمل تو کہلا سکتا ہے اسلامی عمل ہرگز نہیں۔

جمہوریت: اسی لئے تو ہم جمہوریت کی نفی کرتے ہیں اس میں روایات کا قتل روا ہوتا ہے۔ اسلام ہماری روائت بھی ہے حکومت و سیاست بھی اسکی اپنی الگ شناخت، روایات، اقدار اور سکہ بند قوانین ہیں جن میں ترمیم، جن کی تنسیخ اور جن کی تبدیلی کافرانہ روِیہ ہے اور ایسے تمام روّیے جمہوریت کی ناپاک کوکھ سے ہی جنم لیتے ہیں۔ اسمبلیوں میں جو زبان استعمال کی جارہی ہے اور جو لب و لہجہ اختیار کیا گیا ہے یہ تو ضیاء دور میں بھی نہیں تھا جس کو بدترین دور کہا جارہا ہے حکمران اور اپوزیشن ایکدوسرے پر گند اچھال رہے ہیں اور انفرادی یا قومی زندگی کے اعمال کو جس طرح پیش کیا جارہا ہے یہ تو کافروں کے ہاں بھی مروج نہیں چہ جائیکہ اسے مسلمانوں کی روایات کہا جائے پھر اسکی یہ تاویل کرنا کہ گیارہ سالہ جبر و بندش کے بعد یہ کچھ ہونا ہی تھا عذرِ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے الزام، دشنام اور بہتان یقیناً جمہوری روش ہے چونکہ برسرِاقتدار آنے کے لئے یہی لب و لہجہ جمہوری آزادیٔ رائے کہلاتا ہے۔ اس لئے اقتدار پر قابض ہونے کے بعد اس سے بہتر لب و لہجہ کی توقع ہی عبث ہے۔ جبکہ جمہوریت کا اصول یہی ہے کہ برسرِاقتدار طبقہ کو اقتدار سے محروم کرنے کے لئے حکمرانوں پر بے محابا تنقید کیجائے۔ جب آزادی تنقید کی حدود متعین نہیں کیجائیں گی تو حکمرانوں پر تنقید کی بھی کوئی حد نہیں ہوگی اور تنقید کی حدود کا تعین بھی صرف اسلام میں ہے جمہوریت میں نہیں پھر سب سے

بڑی بات جو مسلسل نظر انداز کیجا رہی ہے وہ ہے شخص کا معیار۔ جمہوریت میں اس کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔

وسائل کے بل بوتے پر جس کا جی چاہے مقتدر بن بیٹھے اور جو زبان دراز ہو وہ ناقد بن جائے۔ اسلام ہی وہ واحد نظام ریاست ہے جس میں حاکم کے لئے شخصی صفات کی پابندی ہے اور ناقد کے لئے بھی شخصی صفات کی پابندی ہے اور تنقید کی حدود بھی متعین ہیں۔ اسی طرح جمہوریت میں مساوات انسانی کا جو تصور ہے وہ بھی حدود و قیود سے مبّرا ہے۔ شخصی ضروریات، طبقاتی ضروریات اور تقاضوں میں مساوات کی بات تو سمجھ میں آتی ہے اور اسلام اس بنیادی نظریہ کا خالق ہے۔ جمہوریت میں مساواتِ انسانی کا کوئی کنارہ نہیں بلکہ دو پاؤں پر پاؤں پر چلنے والا ہر جانور انسان سمجھا جاتا ہے اور امت کے تمام معاملات اور ملکی و قومی مسائل میں اس کا وہی حق مقرر کیا جاتا ہے جو ایک مومنِ قانت کا حق ہے۔ اِسی کا نتیجہ ہے کہ پی پی پی کی حکومت نے مرزائیوں کو بھی مساواتِ انسانی کی ذیل میں شمار کیا ہے اور انہیں طبقاتی حقوق و مراعات سے ماورا ملکی و قومی معاملات و مسائل میں بھی حقوق دیدیئے ہیں جو سراسر کافرانہ تصور، مشرکانہ عمل اور ملحدانہ رویّہ ہے جو بہر نوع قابلِ نفرت ہے۔ پاکستان میں جمہوریت کا ڈھرپت گانے والوں کو اللہ ہی سمجھے ان کی شطرنجی چالیں ایسی خوفناک ہیں کہ :

"شیطان پیش بالیش سجدہ ریزے" کہاں تو ان دین والوں کا حال ہے جو اپنی مادی اسلام میں دینی شعائر کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھتے ہیں لیکن جوں ہی وہ منبر و محراب سے باہر آتے ہیں چولا بدل لیتے ہیں اور اس میں ذرہ بھر جھجکاہٹ محسوس نہیں کرتے یہاں تک کہ سلطانی و درویشی اپنے عیارانہ حربوں میں ہم پلّہ ہو جاتی ہے ضیاء الحق کے عہدِ قریب میں جمہوریت اور جماعتی جمہوریت کا ڈھرگیت گایا گیا تو اللہ والے بھی ان گرگوں کے غول میں اچھلتے کودتے دِکھائی دیئے ؎

گو مشتِ خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں   اس مشتِ خاک کو جمہوریت کا "جھونگا" بھی نہ ملا -!

ریڈیو اور ٹی وی :

جمہوریت پی پی پی کی انارکسٹ گود میں آگری تو اس کا سب سے پہلا وار ٹی وی پر ہوا اور میوزک ۸۹ جلوہ نما ہوا نوجوان نسل کی جنسی لذتیت کو قومی اور قانونی شکل دینے کے لئے جدید کلچر کا پہلا شو کیا گیا اور اب جولائی سے ستمبر تک کی سہ ماہی کے پروگرام میں جس کلچر کو پیش جا رہا ہے اُسے دیکھنے کے بعد اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ پروگرام سیکنڈلے نیوین ٹی وی کا ہے پاکستان ٹیلیوژن کا ہرگز نہیں۔ حیرانی کی بات ہے کہ آزادیٔ اظہار کے یہی نعرے باز ماضیٔ قریب

ہیں لوک ورثہ ، قومی ثقافت اور ملی روایات کے علم بردار تھے آج جب اقتدار ان کی جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی ہے تو اسلم اظہر صاحب لوک ورثہ قومی ثقافت اور ملی روایات کو پس پشت پھینک کر برطانوی ورثہ امریکی ثقافت اور سیکنڈے نیوین روایات پر مبنی پروگرام کا ابلیسی عَلَم لیکر دھاڑتے چنگھاڑتے ہوئے قوم پر گناہ مسلط کرنے ڈٹ کر کھڑے ہوئے ہیں ۔ جسمانی زاویوں کی نمائش ، لڑکیوں اور لڑکوں کی جنسی انارکی کا اختلاط اور اس کا سرکاری تحفظ ، شور اور غُل غپاڑے پر مبنی گانے ، جنسی آوارگی اور جنسی ہیجان پیدا کرنے والے ڈرامے اُن سے واضح ہوتا ہے کہ پی پی پی کی حکومت اسلام کا نام لینا بھی مشکل کر دے گی اور نئی نسل کی دین سے مخفی وحشت کو آزادئ اظہار کے میڈیا سے اس قدر بگٹٹ کر دے گی کہ حیا ، غیرت ، آبرو ، شرم اور خوف کی اساس ہی منہدم ہو کر رہ جائے گی ۔

عُلمائے پاکستان : ان حالات میں تمام طبقات کے وہ علمار جو بحالیٔ جمہوریت کا ناقوس بجاتے تھے اور ضیاء کو مجرم گردانتے تھے ہم ان سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ علمار کرام لیجئے آپ نے جمہوریت مانگی تھی سو وہ آگئی اور اب جمہوریت نے جو بال و پر نکالے ہیں ؎

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما

اب آپ پھر خاموش ہیں حالانکہ آپ اسمبلیوں میں بھی ہیں اور سینٹ میں بھی وزارتیں بھی آپ کے پاس ہیں مگر آپ خاموش ہیں آخر کیوں ؟ اگر آپ یونہی مہر بر لب رہے اور موجۂ ہوا کے ساتھ چلتے رہے اور محض قبروں پر دیپ جلاتے رہے اور آپ نے مُضطر بگولے کا کردار سرانجام نہ دیا تو یاد رکھئے کہ آپ بھی یہود و نصاریٰ کے احبار و رُھبان کی طرح کے لوگ کہلائیں گے تاریخ فیصلہ دے گی کہ پاکستان کے سیاسی علمار نے دین کے مقابلے میں جمہوریت کو ترجیح دی اور جمہوری اعمال و اخلاق کی طاغوتیت کے سامنے سینہ سپر ہونے کے بجائے سجدے میں گر گئے اور مزاحمت کا مقدس راستہ چھوڑ کر مفاہمت کے مکروہ جمہوری راستہ پر چل نکلے ۔

پہلے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

افغانستان : جہادِ امبیلہ ۱۸۶۳ء تحریکِ ریشمی رومال ۱۹۱۶ء تحریکِ ہجرت ۱۹۱۹ء ، تحریکِ خلافت ۱۹۲۱ء ، مجلسِ احرارِ اسلام ۱۹۲۹ء ، اور جہادِ افغانستان ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۹ء ایک ہی سلسلۂ مزاحمت اور مقاصد کی وحدت کے وہ خونین ابواب دعنوانات ہیں جن مقاصد کے حصول کے لئے مجاہدینِ اُمت نے اپنا مال و متاع ، جان و جہان اور اپنی آبرو تک قربان کر دی

اسں قربانی وایثار کی خوشبو، مہک اور روشن لکیر صدیوں پر حاوی ہے ماضی میں بہتے لہو کی مہکار اور تابندہ خطِ مستقیم کو اسلاف کے نسبی اور روحانی وارثوں نے افغانستان میں کچھ اس انداز سے ازسرِنو تازہ کیا کہ اقوامِ عالم ان کے جذبۂ حریت، سلسلۂ مزاحمت، اور جہادِ اسلامی کے ساتھ تعاون کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

جس طرح امتوں کا زوال اور امتوں کا عروج یقیناً مزاحمت وجہاد میں ہی مخفی ہے۔ بعینہٖ دینی انقلاب اور دینی ریاست کا قیام بھی جہاد کا محتاج ہے سولہویں صدی سے لے کر آج تک کی مشاھداتی تاریخ گواہ ہے کہ جمہوری رویوں سے کبھی دینی ریاست قائم نہیں ہوئی کیونکہ جمہوری رویوں سے قوم کا دینی مزاج ہی نہیں بنتا اور جب تک کسی قوم کا دینی مزاج نہ بنے وہ قوم دینی ریاست ہرگز نہیں بناتی۔ افغانستان ۱۹۸۰ء سے پہلے ہرگز دینی ریاست نہ تھی بلکہ پاکستان کی طرح مسلمانوں کی سیکولر سٹیٹ تھی کمیونسٹ روس کی جارحیت کے بعد دین والوں نے نے انفرادی جہاد کا آغاز کیا جو رفتہ رفتہ اجتماعی جہاد کی خوبصورتی میں تشکیل پاگیا۔ جمہوریت پسند افغانی بھاگ کھڑا ہوا۔ پشاور سے کراچی تک کے ہر بڑے شہر میں اس نے جائیدادیں خریدیں اور کاروباری ادارے کھول لئے اور وہ جمہوریت کی بانسری بجانے لگا غریب ومفلس دینی قوتوں نے جہاد شروع کیا مقاومت، مبارزت کی للکار سے فضا اب تک مرتعش ہے سچی بات تو یہ ہے کہ افغان مجاہدین کی اس اسلامی جنگ میں جس ہنرمندی سے ضیاءالحق شہید نے اپنا مثبت فوجی رول ادا کیا ہے وہ انمٹ ہے، امر ہے اور مقدس ہے ضیاءالحق جو بجا طور پر شہیدِ جہادِ افغانستان کے ٹائیٹل کے مستحق ہیں۔

(سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہکن ⁂ بازی اگرچہ لے نہ سکا سر تو دے سکا)

کی شہادت کے بعد سے اب تک تقریباً دس ماہ ہونے کو ہیں حکومتِ پاکستان کا وہ مجاہدانہ رول نہیں رہا۔ اسکی کیا وجوہات ہیں پس پردہ کون لوگ محرک ہیں اور کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے پاکستان اپنا بنیاد پرست مجاہدانہ دینی رول ادا کرنے سے گریز کر رہا ہے اس سلسلہ میں ہماری اکل کھری رائے کچھ یوں ہے۔

جہادِ افغانستان کی انفرادی مہموں کو جب اجتماعیت نصیب ہوئی تو امریکی سامراج کے لئے سوشل سامراج روس سے انتقام کا اس سے بہتر کوئی موقع نہ تھا چنانچہ اس نے مجاہدین کی بھرپور مدد کی اور پاکستان کو دراہ میں بنایا، ظاہر ہے کہ امریکی مقاصد میں افغانستان کی دینی ریاست ہرگز نہ تھی بلکہ پاکستان کی طرح نیم مذہبی ریاست جو وسیع تر سیاسی مفادات کی حامل ہوتی جس کا براہِ راست امریکہ بہادر کو نفع

تھا لیکن مجاہدین کی بڑھتی ہوئی قوت نے ضیاء الحق کو اپنے عزائم کے سامنے جھکا لیا اور ضیاء الحق نے جہادِ افغانستان کو اپنا روگ بنالیا اور وہ امریکی مفادات سے کہیں زیادہ مجاہدین کے مفادات کا تحفظ کرنے لگے درمیان میں جونیجو حکومت کی مختصر زندگی جنیوا مذاکرات میں امریکی مفادات کے تحکم کے سامنے گھٹنے ٹیک گئی جو ضیاء صاحب کی رضامندی کے بغیر ممکن نہ تھا —— اسی دور میں پراپیگنڈے کی طاقت سے یہ بات عام کی گئی کہ افغانستان میں بنیاد پرست حکومت (دینی حکومت) کا قیام ناممکن ہے وسیع البنیاد حکومت قائم ہونی چاہیئے، ظاہر ہے افغان مجاہدین وسیع البنیاد حکومت کے لئے تو جان و مال اور آبرو کی بازی نہیں لگا رہے ہیں۔ انہوں نے اس نظریہ کو سٹنگر میزائل سے ریزہ ریزہ کر دیا ادھر یہ سازش ناکام ہوئی ادھر ضیاء الحق اور وہ ساری ٹیم جو جہادِ افغانستان میں اہم رول ادا کر رہی تھی ایک کامیاب سازش کا شکار ہو گئی مطلع صاف ہوا تو پی پی کی حکومت قائم ہوئی بیگم زرداری صاحبہ مرزا اسلم بیگ صاحب کی اشیرواد پر امریکہ یاترا کو تشریف لے گئیں وزیرِ اعظم پاکستان کو امریکہ سے کیا ملا اور کیا نہیں ملا۔ پراپیگنڈہ تو بتلاتا ہے کہ آدھی دنیا مل گئی لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آدھی دنیا ملنے کی قیمت کیا ادا کی ہے حکومت کے موجودہ بیانات صحافیوں سے گفت گو۔ کی روشنی میں اتنی بات سمجھ میں آئی کہ ضیاء کا پاکستان واچ مین کی ڈیوٹی سے تجاوز کر گیا تھا مگر بے نظیر کا پاکستان صرف اور صرف واچ مین ہے۔

اسی وجہ سے موجودہ حکومت کی پوری مشینری اس محاذ پہ کام کر رہی کہ :

۱۔ افغانستان سے چونکہ روسی فوجیں نکل گئی ہیں لہٰذا افغانستان کا سیاسی حل ہونا چاہیئے

۲۔ افغان مہاجرین کیلئے افغانستان میں الگ خطۂ زمین تہیا کیا جائے۔

۳۔ نجیب حکومت برطرف ہو جائے مجاہدین ہتھیار ڈال دیں اور ایک تیسرا طبقہ افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ کرے

۴۔ شاہ ظاہر شاہ کی قیادت و سیادت میں افغانستان مسئلہ حل کیا جائے۔

اس قسم کی بولیاں سرکاری حلقوں کی طرف سے برملا پریس میں آرہی ہیں مجاہدین نے ان بولیوں کے جواب میں پوری قوت سے پھر ایک ہی نعرۂ انا الحق بلند کیا کہ :

"ہم کسی تجویز اور کسی منصوبہ کو قبول نہیں کرتے
جب تک کابل حکومت ہمارے حوالے نہیں کی جاتی"۔

امریکہ پاکستان ایران روس ہرگز نہیں چاہتے کہ افغانستان میں مجاہدین کی دینی حکومت قائم ہو موجودہ پاکستان کا یہ رول انتہائی مکروہ ہے کہ:

"پاکستان نے افغان مجاہدین کی عبوری حکومت کو آج تک تسلیم نہیں کیا۔ پاکستان افغانستان میں دینی حکومت کے قیام کا مخالف ہے۔ پاکستان امریکی مفادات کے تحفظات اور ترجیحات کے تابع مہمل ہے۔"

اور امریکی ترجیحات کا آخری مہرہ مسٹر یاسر عرفات پاکستان تشریف لائے افسوس بہت غلط مقصد لیکر آئے اور وہ مقصد تھا "افغانستان کا سیاسی حل" مسٹر یاسر عرفات بھی عجیب و غریب آدمی ہیں ان کا آغاز بڑی خوفناک مزاحمت سے ہوا اور اب کہ ان کی انتہا ہے تو نہایت شرمناک مفاہمت کی بنیاد پر فلسطینی ریاست کے قیام کیلئے اب اسرائیل کو بھی مان لیں گے اور یہی مفاہمت کا درس "غیرت" وہ افغان مجاہدین کو بھی سکھانے آئے جو انہوں نے بُری طرح رد کر دیا ہے اور پی پی پی کی حکومت اس ڈیل کر اس رول میں بٹ گئی ہے پیپلز پارٹی کی حکومت اتنی قیمتی نہیں جتنا افغانستان کا اسلامی تشخص پیپلز پارٹی کی حکومت کی بقا کیلئے افغان مجاہدین کی ۱۰ سالہ قربانیوں کا سودا اسلام پاکستان اور افغانستان مجاہدین کیساتھ غداری کے مترادف ہے۔

"جنرل فضل حق" شیعہ رہنما عارف الحسینی کا قتل یقیناً اچھی روائت نہیں اسکو کسی نے بھی مستحسن نہیں کہا جنرل فضل حق اس سلسلہ میں ملزم گردانے جا رہے ہیں اور انہوں نے ضمانت قبل از گرفتاری کروالی ہے مقدمہ چلے گا اور اگر فضل حق مجرم ثابت ہوں تو یقیناً سزا کے حق دار ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کے قاتلوں کو آج تک کیوں تلاش نہیں کیا جا سکا وہ کون سے خفیہ ہاتھ ہیں جنہوں نے علامہ کے خون سے ہاتھ بھی رنگے اور آج تک قانون کی گرفت سے بھی آزاد ہیں علامہ احسان الٰہی ظہیر امت کی اکثریت سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے رہنما تھے۔

ان دونوں کے قتل کے مجرموں سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے ضیاء الحق سمیت تیس مسلمانوں اور قومی امانتوں کو قتل کیا موجودہ حکومت اگر انتقام پر یقین نہیں رکھتی اور کلاشنکوف کی بجائے جمہوریت پہ ایمان

رکھتی ہے تو حکومت، اراگست کے ملکی وقومی حادثہ کے سکروہ چہرہ سے نقاب کیوں نہیں سرکاتی۔

جناب غلام سرور چیمہ صاحب نے اس کو اللہ کا عذاب کہا ہے۔ چیمہ صاحب! اللہ کا عذاب کسی طرف بھی رخ موڑ سکتا ہے۔ اللہ کا خوف کریں اور اپنے ۲۹ دوستوں کے خون کا حساب لیں۔ ورنہ قیامت کے دن حساب کتاب ہونا ہے اور ہمارا یقین ہے کہ وہ زمین جہاں یہ سازش تیار ہوئی اس کے درودیوار اور وہ افراد ان کی زبانیں گنگ ہونگی لیکن ان کی کھلڑی کو اللہ زبان دیگا پھر اس دن زمین سچ بولے گی در و دیوار سچ بولیں گے اس جہاز کی سیٹیں بھی سچ بولیں گی اور مجرموں کی جلدیں سچ بولیں گی پھر حق سچ نکھر جائیگا تب اللہ کے انتقام و عذاب سے انہیں کوئی نہ بچا سکے گا۔

عورت کی سربراہی:

جمہوریت قبول کرنے کے بعد جمہوریت کی بحالی کے لئے جدوجہد کرنے والے جمہوری علماء نے پاکستان میں پوری قوت سے عورت کی سربراہی کے خلاف جمہوری عمل کا آغاز کیا ہے جس کا انہیں پورا جمہوری حق ہے لیکن گستاخی معاف جمہوریت کے پلیٹ فارم پر جس جدوجہد کا آغاز کیا گیا ہے کیا اچھا ہوتا اگر اس کیلئے سند، جواز اور استحقاق بھی جمہوریت کے حوالہ سے ہوتا حادثہ یہ ہے کہ ان عمائدِ اسلام نے حوالہ اسلام کا تلاش کیا ہے جو تہ کیناً غلط اور شرعاً ناجائز ہے۔ ان کے مقابلہ میں جو لوگ پاکستان میں ویمن فریڈم موومنٹ کے ہنکارے ہیں وہ آزادی نسواں اور نسوانی اقتدار کا جواز بھی اسلام کے حوالے سے تلاش کرتے ہیں یہ عمل پہلے گروپ کے عمل سے بالاتر ہے ایک تو معصیت کا ارتکاب۔ دوسرے اس کیلئے تاویل کے لنڈا بازار سے یورپ کی فکری اُترن اور لتھوڑ کو بطور دلیل کے دین ثابت کرنا ملحدانہ روش ہے۔

علماء کرام سے تو اپنی ایک ہی گذارش ہے کہ آپ کی موجودہ روش دینی نقطہ نظر سے ہمارے نزدیک قطعاً غلط بلکہ مہلک ہے آپ نے اپنی جمہوری جدوجہد سے غیر اسلامی نظامِ ریاست کے بقاو ابقاء کیلئے سندِ جواز مہیا کی آپ کے بیانات اور لادینی جماعتوں سے اتحاد و اشتراک کے عمل نے سیکولرزم کے رجحانات کو تقویت بخشی ہے اور ملک میں ہونے والے جمہوری اعمال کی تصدیق کی ہے لہذا جس قدر فکری وعملی جرائم بے نظیر کی حکومت میں جنم لے رہے ہیں آپ ان میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔

جس نے ایک بُرا طریقہ ایجاد کیا اس پہ ایجاد کا بوجھ بھی ہے اور جس نے اس غلط طریقہ کو اپنایا اس کا سارا بوجھ بھی اسی پہ ہے۔" آپ واپس آجائیں اور مولانا محمد قاسم نانوتوی والا کردار ادا کریں دوسرا گروہ جو حکومت کا ایجنٹ ہے ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ آپ نے عورت کی سربراہی کو جو اسلامائز کیا تو کیسے؟

۱۔ قرآن وحدیث کو وہ عملی وقومی تشریح وتعبیر جو عہدِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی اسمیں تو اس کا نشان تک نہیں ملتا اولادوں میں سے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے سرورِ عالم کو جو پدرانہ شفقت ومحبت تھی، سورج سے زیادہ روشن ہے اپنے بیگانے سبھی قائل ہیں حضور علیہ السلام بیسوں مرتبہ مدینہ طیبہ سے غیر حاضر ہوئے کیا سیدہ فاطمہ کو کبھی مدینہ کا نظم ونسق سونپا؟ اہلِ خانہ پر کبھی والی بنایا؟ حکومتِ مدینہ کے کسی شعبہ کا سربراہ بنایا؟

۲۔ ازواج میں سے سیدہ عائشہ صدیقہ صلوۃ اللہ علیہا جو علاقہ محبت جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا قرآن اس پر قیامت تک گواہ ہے اور ہر بدگو کیلئے جہنم کی وعید شمشیر برہنہ کی طرح سر پر لٹکتی نظر آتی ہے اور عائشہ کی علمی عظمت کو لاکھوں صحابہ واہل بیت نے متفقہ طور پر تسلیم کیا حضور علیہ السلام نے کبھی سیدہ عالیہ کو اپنی شوریٰ کا رکن بنایا؟ قضاء، فتویٰ، خراج وزکوٰۃ کی وصولی کیلئے کبھی کوئی عہدہ دیا؟ حتیٰ کہ خواتین کی تربیت کیلئے ہی کوئی الگ شعبہ قائم کرکے اس کا سربراہ بنایا؟ کسی غزوہ میں عظمتِ رسولِ مقبول کی اس شریکہ کو کبھی سالارِ افواج بنایا؟ فوج کا کوئی محکمہ ان کے سپرد کیا؟ جب رسولِ مقبول غزوات کیلئے سفر پر جاتے تو سیدہ طاہرہ کو مدینہ کا والی بناتے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوا اور ———

کبھی بھی نہیں ہوا تو آپ نے کہاں سے جواز مہیا کرلیا۔ پیپلز پارٹی کا شیعہ ونگ عورت کی سربراہی پہ بہت حیص بیص کرتا ہے۔ ان سے پوچھتا ہوں کہ حادثۂ کربلا جو ان کے نزدیک کفر واسلام کی جنگ تھی اس جنگ میں سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما نے اپنی تین بیویوں میں سے کسی کو اپنی تین بیٹیوں میں سے کسی کو یا سیدہ شریکۃ الحسین زینب بنتِ علی کو محاذِ جنگ کے کسی حصہ پر مقرر و مامور کیا؟ مشاورت کیلئے کبھی ان مخدرات میں کسی کو مجلسِ مشاورت میں بلایا بٹھلایا؟ جب جنگ کی ٹھانی تب مشورہ کیا؟ اور جب یزید کی بیعت کرلینے کی بات کی اور شام جانے کا ارادہ فرمالیا تب ان باعظمت خواتین سے مشورہ تک کیا؟ عہدہ دینا تو دور کی بات ہے۔

اور آخر میں پوچھتا ہوں کہ عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں وہ بیعت جو خواتین نے رسول اللہ کے ہاتھ پر کی جو بیعت ایمان تھی اس کے علاوہ تاریخ سے ڈھونڈ نکالو کہ ابوبکر عمر و عثمان علی حسن معاویہ رضی اللہ عنہم کی خلافتِ راشدہ حقہ میں خواتین نے بھی مردوں کی طرح خلافت کی بیعتِ عام کی ہو؟ جب یہ سب کچھ نہیں تو اب جو کچھ ہو رہا ہے معصیت کے سوا کچھ بھی نہیں ؎

کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی!

نالۂ غم

انا للہ و انا الیہ راجعون ہ

جب تک دنیا قائم ہے موت و حیات کا سلسلہ جاری رہے گا۔ ایک مسلمان کیلئے جہاں حیات اللہ جل شانہ کی بہت بڑی نعمت ہے وہاں موت بھی نعمت سے کم نہیں، حدیث مبارک میں ہے کہ "مومن کی شان یہ ہے کہ وہ موت سے محبت کرتا ہے اور زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے۔ موت ایک اٹل قانون اور دنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ اللہ جل شانہ نے اس قانون کو اپنے محبوب بندوں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات پر بھی پورا فرمایا۔ یہ دنیا دار العمل ہے اور وہ دنیا دار الجزاء ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مرنے والوں کو اچھے الفاظ میں یاد کرو" گزشتہ دنوں مجلس احرار اسلام کے کارکن کچھ ایسے صدمات سے دوچار ہوئے جو ہم سب کیلئے باعثِ غم ہیں۔ جماعت کے نہایت مخلص اور وفادار نوجوان کارکن جناب محمد رفیق اختر صاحب (الیہ) کے والد اور والدہ یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہو گئے، محمد شفیق انجم صاحب اور حافظ محمد صدیق منظور (ڈیرہ غازیخان) کے والدِ محترم انتقال فرما گئے اور مجلس احرار اسلام لاہور کے نہایت مخلص اور قدیم کارکن جناب غلام حسین صاحب انتقال فرما گئے۔ آپ نے چالیس برس مجلس احرار اسلام کی رفاقت میں گزارے بادِ سموم کے جھونکے اور سیاسی جھکڑ ان کی استقامت کو متزلزل نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور اعمال صالحہ قبول فرمائے۔ لغزشیں خطائیں معاف فرمائے اور آخرت میں درجات بلند فرمائے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین) تمام احرار ساتھی ان بزرگوں کی دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ ہم پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

(ادارہ)

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد

یوم الحج کا وردِ مقدّس

آہ! ذرا تم ان عجیب غریب حالتوں کا تصور کرو! یہ کون لوگ ہیں اور کس پاک بستی کے بسنے والے ہیں؟ کیا یہ اسی زمین کے فرزند ہیں جو خون اور آگ کی لعنتوں سے بھر گئی اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہی کے لئے زندہ رہی؟ کیا یہ اسی آبادی سے نکل کے آئے ہیں جو سبعیت اور خونخواری میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھی بدتر ہے اور جہاں ایک انسان دوسرے انسان کو اس طرح چیرتا پھاڑتا ہے کہ آج تک نہ تو سانپوں نے کبھی اس طرح ڈسا اور نہ جنگلی سوروں نے کبھی اس طرح دانت مارے؟ کیا یہ اسی نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جس نے خدا کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا اور اس طرح اسکی طرف سے منہ موڑ لیا کہ اسکی بستیوں اور آبادیوں میں خدا کے نام کے لئے ایک آواز اور ایک سانس بھی باقی نہ رہی؟ آہ! اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ یہ قدسیوں کی سی معصومیت، فرشتوں کی سی نورانیت اور سچے انسانوں کی سی محبت ان میں کہاں سے آگئی؟ تمام دنیا نسلی تعصبات کے شعلوں میں جل رہی ہے مگر دیکھو یہ دنیا کی تمام نسلیں کس طرح بھائیوں اور عزیزوں کی طرح ایک مقام پر جمع ہیں۔ اور سب ایک ہی حالت، ایک ہی وضع، ایک ہی لباس، ایک ہی قطع، ایک ہی مقصد اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں؟ سب خدا کو پکار رہے ہیں، سب خدا ہی کے لئے حیران اور سرگشتہ ہیں، سب کی عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہی کے لئے ابھر آئی ہیں، سب کے اندر ایک ہی لگن اور ایک ہی ولولہ ہے، سب کے سامنے محبتوں اور چاہتوں کے لئے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لئے ایک ہی محبوب مطلوب ہے اور جب کہ تمام دنیا کا محورِ عمل نفس و ابلیس ہے تو یہ سب صرف خدا کے عشق و محبت میں خانہ ویران ہو کر اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع کر کے دیوانوں اور مجنوؤں کی طرح یہاں اکٹھے ہوئے ہیں! انہوں نے نہ صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکہ دنیا کی خواہشوں اور ولولوں سے بھی کنارہ کش ہو گئے اب یہ ایک بالکل نئی دنیا ہے جس میں صرف عشق الٰہی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی ہے یہاں نہ نفس کا گزر ہے جو غرور بہیمی کا مبدا ہے اور نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے خونریزی اور ظلم و سفاکی میں کرۂ ارض کی سب سے بڑی درندگی ہے یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کی آنکھوں سے بہتے ہیں، صرف آہیں ہیں جو محبت کے

بقیہ ص ۳۶ پر

خادم حسین شیخ ۔ ملتان

"امام" ۔ خمینی کے انتقال پر'
"مولانا" ۔ کوثر نیازی کا شعر!

اسلام آباد (جنگ نیوز) تحریک تحفظِ ناموسِ رسالت کے راہنما مولانا کوثر نیازی نے گزشتہ روز تحریک کے ایک وفد کے ساتھ ایرانی سفیر کے گھر گئے۔ اور اُن سے امام خمینی کی وفات پر تعزیت کی۔ اس موقع پر اُنہوں نے تعزیتی کتاب میں درج ذیل شعر تحریر کیا ۔

حالِ ما در ہجر رہبر کم تر از یعقوبؑ نیست
او پسر گم کردہ بود و ما پدر گُم کردہ ایم!

"یعنی اپنے رہبر کی جُدائی میں ہمارا حال حضرت یعقوبؑ سے کم نہیں۔ اُن کا بیٹا گم ہوا تھا اور ہمارا باپ گم ہوگیا ہے۔" (روزنامہ "جنگ" اشاعت ۸۹-۶-۷)

کوثر نیازی صاحب! اِس کے مقابلے میں۔ فروری ۱۹۸۲ء میں طبع ہونے والی اختر کاشمیری کی کتاب "آتش کدہ ایران" سے "دریچے" میں آپ نے خمینی اور اُس کے انقلاب کے بارے میں جو تحریر کیا ہے۔ اُسے بھی ایک نظر پڑھ لیجئے :

"اِس دورِ حکومت میں سزا اور تعذیب۔ کا جو طوفان اُٹھا وہ علماء کے ہاتھوں اٹھا .... یہ اسلامی انقلاب کی نہایت بھونڈی تصویر تھی ...... خمینی اور اُن کے پیروکار بھی اگر اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے تو ایران میں دار و گیر اور کشت و خون کا جو نہ ختم ہونے والا ایک شیطانی چکر چلا، وہ نہ چلتا۔ اِس طرح اسلامی انقلاب کے بارے میں دُنیا میں جو غلط تصوّرات اور بدگمانیاں پیدا ہوئیں وہ پیدا نہ ہوتیں ...... سینکڑوں افراد کو سرسری سماعت پر موت کے گھاٹ اُتارتے چلے جانا کسی صورت میں حسنؓ اور حسینؓ کے ناناؐ کا طریقہ نہیں ...... یہ انقلاب دُنیا کو کوئی روحانی

پیغام تو نہیں دے سکا ـــــ اس انقلاب میں آیت اللہ خمینی کو جس طرح پرستش کا مرکز بنایا گیا ہے ، لگتا ہے کہ انقلاب ایران کا یہ سارا تانا بانا اُن کے رخصت ہوتے ہی بکھر کر رہ جائے گا ۔"
نیازی صاحب ! اب آپ بتائیں کہ آپ کی اِس تحریر کو دُرست مانا جائے یا خمینی کی موت پر اخبار میں چھپنے والے آپ کے تاثرات کو ـــــ ؟"

یہاں اُسی کتاب " آتش کدۂ ایران " کا ایک اور اقتباس دیا جاتا ہے ، جس کے " دریچے " میں آپ نے " ایرانی انقلاب " کو " شیطانی چکر " قرار دیا ہے ۔ اور آج آپ اُس " شیطانی چکر " کے محرک کو اپنا باپ تسلیم کر رہے ہیں ـــــ اختر کاشمیری صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲ میں لکھتے ہیں :

" انقلاب ایران کیا ہے ، کیسا ہے ؟ ایران میں ہم سے بار بار یہ سوال ہوا ۔ ہم نے بار ہا جواب دیا ۔ پھر سوال سنتے سنتے ہمیں بھی سوال کی سوجھی ۔ ایک کر کس عمامہ دیکھ کر ہم نے بھی سوال داغ دیا .... مگر اُس کا جو جواب سننا پڑا وہ یہ تھا کہ :

" انقلاب ایران شیعہ ہے نہ سُنّی ـــــ یہ صیہونی انقلاب ہے .... " ۔ " اتنی بات تو تم بھی جانتے ہو یہ انقلاب سُنّی نہیں " ۔ ہم نے دلچسپی لیتے ہوئے عرض کیا ۔ " جی ہاں جانتے ہیں " ۔ ارشاد ہوا ۔ " پھر شیعہ نقطۂ نظر سے بھی دیکھ لو " ـــــ شاہ کے خلاف تحریک میں مرنے والے شیعہ ، انقلاب کے بعد مختلف الزامات میں مارے جانے والے شیعہ ، پاسداروں کے ہاتھوں قتل ہونے والے شیعہ ، مجاہدین خلق سے تعلق کے باعث موت سے ہم آغوش ہونے والے شیعہ ، بنی صدر کی حمایت کے جرم میں گولی کھانے والے شیعہ محاذِ جنگ پر شہید ہونے والے شیعہ ، ایرانی فوج شیعہ ، عراقی فوج شیعہ ملک کے اندر ، ملک سے باہر تمام مرنے والے شیعہ ـــــ اب تک مرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے ۔ یہ سارے کے سارے لوگ شیعہ ہیں ، یہ کیسا اسلامی انقلاب ہے جو شیعہ قوم کی نسل مٹانے پر تلا ہوا ہے ـــــ ؟ آیت اللہ شریعت مدار سامنے ہوتے تو شیعہ قوم کو بچا لیتے لیکن وہ تو خود " جرم " حق گوئی کی سزا پا رہے ہیں ، کوئی نہیں جانتا وہ کہاں ہیں ـــــ ؟ کیسے ہیں ـــــ ؟"

میں نے اس بزرگ سے گزارش کی کہ آپ کی تقریر سے صرف اِتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ انقلابِ ایران

انقلابِ شیعہ یا انقلابِ سُنّی نہیں ...... اُن کا دعویٰ یہ ہے کہ انقلابِ ایران، انقلابِ اسلامی ہے ....

" میری بات کاٹ کر بولے ——— " تم بڑے پُھسڈ آدمی ہو ! "

" ایران کے قائدِ انقلاب کے کام کو تمام انبیاء کے کام پر ترجیح دینا۔ خدا کے نام کے بعد صرف اُن کا نام لینے کی تعلیم دینا۔ اقوالِ رسول اور اقوال امیر علیہ السلام کی جگہ قائدِ انقلاب کے اقوال لکھنا، پڑھنا، بولنا، سُننا اور سُنانا ——— کلمۂ اسلام کے دُوسرے جزو کو مٹا کر پیغمبرِ اسلام کے نام نامی اسمِ گرامی کی جگہ قائدِ انقلاب کا نام لینا اور اِس طرح ایک نیا کلمہ وضع کرنا [۵] اپنے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھنا، عالمِ اسلام کے موجودہ نقشے کو بدلنے کے لئے جدّوجہد کرنا کعبۃ اللہ پر قبضے کے لئے لوگوں کو تیار کرنا اور اِس عمل کو جہاد کا نام دینا ——— تمام مسلم سربراہانِ حکومت کو کافر قرار دیکر اُن کا تختہ اُلٹنے اور اُن کی حکومتوں کو ختم کرنے کے لئے قوم کو آمادہ کرنا ——— مسجدوں میں کیمرے نصب کرنا۔ تصویریں اُتارنا اور اُتروانا ——— مسجدوں میں جوتوں سمیت جانا اور محرابِ مسجد میں تصویریں بنانا یا چسپاں کرنا ——— مسجدوں میں بیٹھ کر سگریٹ نوشی کرنا ——— شہیدوں کے قبرستان "بہشت زہرا" کو تصویروں سے ڈھانپ کر سٹوڈیو میں تبدیل کرنا ——— ہوٹلوں میں مردوں کے کمرے صاف کرنے اور بستر بچھانے پر عورتوں کو مامور کرنا ——— اپنے مخالفوں کو کافر کہہ کر اُن کی قبریں اکھاڑنا اور لاشوں کو غیر مسلموں کے قبرستان میں ڈالنا۔ اختلافِ رائے کا اظہار کرنے والوں کو مقدمہ چلائے بغیر گولی مار دینا ——— نماز میں امام کا مقتدیوں سے الگ ہو کر مسلّح افراد کی نگرانی میں قیام کرنا۔ امام کی حفاظت کرنے والوں کے اِس عمل کو نماز کا بدل قرار دے کر ان کو خُدا کے فرض سے سبکدوش کرنا۔ امام کا ایسے شخص کی آواز پر رکوع سجود کرنا جو نماز میں شریک نہیں ہوتا ——— شہریوں کا رزق درباری مولویوں کے ہاتھ میں دے دینا۔ اشیائے ضرورت کی راشن بندی کر کے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بازاروں میں لانا اور قطاروں میں کھڑا کرنا۔ زنا

---

۵ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَعَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ خُمَيْنِي رُوحُ اللّٰهِ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَىٰ خَلْقِهِ

("وحدتِ اسلامی" ماہِ شعبان، جون ۱۹۸۳ء صہ ۸۱)

جیسی قبیح بدکاری کو مذہبی تحفظ دینا —— ولدیت کی جگہ اسمِ مادر کو لازم قرار دینا —— کم سِن اور معصوم بچوں کو قتل کرنا۔ جھوٹے الزامات اور تہمتیں تراش کر انسانوں کو زندگی سے محروم کرنا۔ نمازیوں کی جماعت پر صرف اِس لئے گولی چلانا کہ وہ سرکاری مولوی کی اقتدار میں کیوں نہیں کھڑے ہوئے۔ آیت اللہ شریعت مدار جیسے امام برحق کو "منافق" کہہ کر نظر بند کرنا —— قائدِ انقلاب کی تصویر کی پُوجا کرنا —— اُن کے سامنے اُن کے نام کا کلمہ پڑھنا —— اگر یہ اسلام ہے۔ تو تم بتاؤ منکرِ اسلام کیا ہے؟ یہ اسلامی انقلاب ہے تو صیہونی انقلاب کیا ہوتا ہے؟"

نیازی صاحب!

اِس اقتباس کے بعد آپ کی معلومات کے لئے اب یہاں خمینی کی کتابوں اور اُس کے مذہب سے چند حوالے دیئے جارہے ہیں۔ آپ اور آپ جیسے اُن بین الاقوامی بزرجمہروں کے ملاحظہ کے لئے جو خمینی کو عالمِ اسلام کا رہنما قائد اور رہبر مانتے ہیں جو کہتے ہیں کہ خمینی شیعہ سُنّی اختلاف سے بیزار تھے، وہ خُلفائے راشدین کا احترام کرتے تھے —— اُن کا برپا کیا ہوا انقلاب صرف اور صرف اسلامی انقلاب ہے۔

○— "الحکومۃ الاسلامیہ" میں "الولایۃ التکوینیہ" کے زیرِ عنوان خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

"امام کو وہ مقامِ محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے۔"

(حالانکہ جمہور امت مسلمہ کے نزدیک یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر اسکی حکومت اور فرمانروائی ہے۔ اور ساری مخلوق اس کے تکوینی حکم کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہے یہ شان کسی نبی اور رسول کو بھی نہیں —— قرآن پاک کی بے شمار آیات میں اِس کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ لیکن خمینی صاحب اور اُن کے فرقہ اثنا عشریہ کا عقیدہ اور ایمان یہی ہے کہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر یہ حکومت و اقتدار اُن کے آئمہ کو حاصل ہے۔)

○— اِسی عنوان "الولایۃ التکوینیہ" کے تحت اور اِسی سلسلۂ کلام میں خمینی صاحب آگے فرماتے ہیں:

"اور ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے، جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل

بھی نہیں پہنچ سکتا۔"

○— "ہم ایسے خدا کی پرستش کرتے ہیں اور اسی کو مانتے ہیں جس کے سارے کام عقل و حکمت کے مطابق ہوں۔ ایسے خدا کو نہیں جو خدا پرستی اور عدالت و دینداری کی ایک عالیشان عمارت تیار کرائے اور خود ہی اُس کی بربادی کی کوشش کرے کہ یزید و معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں اور بدقماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کردے۔" (معاذ اللہ)

(کشف الاسرار ص۱۰۷ مصنّفہ خمینی)

○— "اور حجۃ الوداع میں غدیرِ خم کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو اپنے بعد کے لئے حکمران نامزد کر دیا اور اسی وقت سے قوم کے دلوں میں مخالفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔"

(الحکومت الاسلامیہ ص۱۳۱ مصنّفہ خمینی)

○— "تفسیر منہج الصادقین جلد اوّل ص۳۵۶ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات منسوب کی گئی ہے ۔ "جو ایک دفعہ متعہ کرے وہ امام حسینؓ کا درجہ پائے گا اور جو دو دفعہ متعہ کرے وہ امام حسنؓ کا اور جو تین دفعہ متعہ کرے وہ امیر المومنینؓ کا درجہ پائے گا اور جو چار دفعہ متعہ کرے وہ میرا (یعنی رسول پاکؐ) کا درجہ پائے گا۔" (نعوذ باللہ)

○" زناکار عورت سے متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ جب کہ وہ مشہور پیشہ ور زانیات میں سے ہو اور اگر اُس سے متعہ کرے تو چاہیئے کہ اِس کو بدکاری کے اس پیشہ سے منع کرے۔"

(تحریر الوسیلہ جلد دوم ص۲۹۲)

○— یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ خمینی نے یہ تصریح کی ہے کہ "متعہ کم سے کم مُدّت کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے۔ (مثلاً صرف ایک رات یا ایک دِن اور اس سے کم وقت یعنی گھنٹے دو گھنٹے کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے) لیکن بہرحال مدّت اور وقت کا تعیّن ضروری ہے۔"

(تحریر الوسیلہ جلد دوم ص۲۹۰)

○— "کشف الاسرار" میں خمینی نے ارشاد فرمایا ہے کہ عمر نے متعہ کے حرام ہونے کا جو اعلان فرمایا وہ اُن کی طرف سے قرآن کی صریح مخالفت اور اُن کا کافرانہ عمل و کردار تھا۔ (معاذ اللہ)

○ ۔ شیعہ عالم باقر مجلسی نے اپنی کتاب "عجالہ حسنہ" میں تحریر کیا ہے :

"حضرت سلمان فارسی و مقداد بن اسود کندی اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم حدیث صحیح روایت کرتے ہیں کہ جناب ختم المرسلین نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی عمر میں ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ اہلِ بہشت میں سے ہے ۔ جب زنِ ممنوعہ کے ساتھ متعہ کرنے کے ارادہ سے کوئی بیٹھتا ہے ۔ تو ایک فرشتہ اُترتا ہے ۔ اور جب تک اس مجلس سے وہ باہر نہیں جاتے ، اُن کی حفاظت کرتا ہے ۔ دونوں کا آپس میں گفتگو کرنا تسبیح کا مرتبہ رکھتا ہے ۔ جب دونوں ایک دُوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں ، اُن کی اُنگلیوں سے اُن کے گناہ ٹپک پڑتے ہیں جب مرد عورت کا بوسہ لیتا ہے ، خدا تعالیٰ ہر بوسہ پر اُنہیں ثواب حج و عمرہ بخشتا ہے ۔ جس وقت وہ عیش و مباشرت میں مشغول ہوتے ہیں ، پروردگارِ عالم ہر ایک لذّت و شہوت پر ان کے حصّہ میں پہاڑوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے ۔ جب فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں ، بشرطیکہ وہ اس کا بھی یقین رکھتے ہوں کہ ہمارا خدا حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہے اور متعہ کرنا سُنّتِ رسول ہے ۔ تو خُدا ملائکہ کی طرف خطاب کرتا ہے کہ میرے ان بندوں کو دیکھو ، جو اُٹھے ہیں ، اور اس علم و یقین کے ساتھ غسل کر رہے ہیں کہ میں اُن کا پروردگار ہوں تم گواہ رہو میں نے ان کے گناہوں کو بخش دیا ہے —— وقتِ غسل جو قطرہ اُن کے موئے بدن سے ٹپکتا ہے ہر ایک بوند کے عوض میں دس دس ثواب عطا ، دس دس گناہ معاف ، اور دس دس درجہ مراتب عطا کئے جاتے ہیں ۔ راویانِ حدیث (سلمان فارسیؓ وغیرہ) بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب نے متعہ کی فضیلتیں سُن کر عرض کیا ، اے حضرت ختمی مرتبت ! میں آپ کی تصدیق کرنے والا ہوں ، جو شخص اس کارِ خیر میں سعی کرے اس کے لئے کیا ثواب ہے —— ؟ آپ نے فرمایا جس وقت فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں ، باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ ہر قطرہ سے جو اُن کے بدن سے جُدا ہوتا ہے ، ایک ایسا ملک (فرشتہ) خلق کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح و تقدیس ایزدی بجا لاتا ہے اور اس کا ثواب اُن کو (یعنی متعہ کرنے والے مرد عورت کو) پہنچتا ہے ۔"

(عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ از علامہ باقر مجلسی اصفہانی ص۱۴-۱۶ طبع لاہور)

اس طویل حدیث کے بعد علامہ مجلسی نے متعہ کی فضیلت میں دُوسری یہ مختصر حدیث رقم فرمائی ہے :

"حضرت سید عالم نے فرمایا : "جس نے زن مومنہ سے متعہ کیا گویا اُس نے ستر بار خانہ کعبہ کی زیارت کی" (عجالہ حسنہ ص۱۶)

○ شیعہ حضرات کی معتبر ترین کتاب "الجامع الکافی" کے آخری حصے "کتاب الروضہ" میں امام جعفر صادق کے ایک مخلص شیعہ محمد بن مسلم کا متعہ کا ایک واقعہ :

"خود محمد بن مسلم نے بیان کیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ میں نے وہ خواب حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں عرض کیا اور اسکی تعبیر چاہی۔ حضرت امام نے اسکی یہ تعبیر دی کہ تم کسی عورت سے متعہ کروگے۔ تمہاری بیوی کو اس کا پتہ چل جائے گا۔ وہ تم پر ٹوٹ پڑے گی اور تمہارے کپڑے پھاڑ ڈالے گی...... (آگے محمد بن مسلم نے بیان کیا) کہ یہ جمعہ کا دن تھا اور صبح کو حضرت امام نے میرے خواب کی تعبیر بتائی تھی ——— آگے روایت کا متن بھی پڑھ لیا جائے۔

"پھر اسی جمعہ کی دوپہر کو یہ واقعہ ہوا کہ میں اپنے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ سامنے سے ایک لڑکی گزری جو مجھے بہت اچھی لگی۔ میں نے اپنے غلام سے اُس کو بلانے کے لئے کہا۔ وہ اس کو لے آیا اور میرے پاس پہنچا دیا۔ میں نے اس کے ساتھ متعہ کیا۔ میری بیوی نے کسی طرح اس کو محسوس کرلیا وہ ایک دم اُس کمرہ میں گھس آئی لڑکی تو فوراً دروازہ کی طرف بھاگ گئی۔ میں اکیلا رہ گیا، تو میری بیوی نے میرے کپڑے جو میں عید وغیرہ کے مواقع پر پہنا کرتا تھا ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔"

○ شیعہ حضرات کی "اصح الکتب" "الجامع الکافی" کے آخری حصہ "کتاب الروضہ" میں ان کے پانچویں امام ابو جعفر یعنی امام باقر (علیہ السلام) کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے :

"رسول اللہ کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے۔ سوائے تین کے۔ (راوی کہتا ہے) میں نے عرض کیا کہ وہ تین کون تھے؟ تو انہوں نے فرمایا۔ مقداد بن اسود۔ ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو اور اسکی برکات۔

("فروع کافی" جلد سوم کتاب الروضہ ص۱۱۵ طبع لکھنو)

○ "جس جنازہ میں چار تکبیر پڑھی جائے۔ وہ میت منافق کی ہوتی ہے۔"

(حیات القلوب اُردو ص۸۶۲ ج ۲)

○ — "دوسرا عمل جو نماز کو باطل کر دیتا ہے وہ نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھنا ہے جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ ہاں تقیہ کی حالت میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

(کتاب "تحریر الوسیلہ" جلد اوّل صفحہ ۱۸۶ مصنفہ خمینی)

○ — امام جعفر صادق کے صاحبزادے ساتویں امام ابوالحسن موسیٰ کاظم سے روایت ہے:

"آپ نے فرمایا کہ علی علیہ السّلام کی ولایت (یعنی امامت و حاکمیت) کا مسئلہ انبیاء علیہم السّلام کے تمام صحیفوں میں لکھا ہوا ہے اور اللہ نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور علی علیہ السّلام کے وصی ہونے پر ایمان لانے کا حکم نہ لایا ہو اور اُس نے اس کی تبلیغ نہ کی ہو۔"

(اصول کافی صفحہ ۲۷۶)

○ — امام حسن عسکری سے روایت ہے:

"ہم اوصیاں پیغمبران (یعنی ائمہ) کا حمل ماؤں کے پیٹ یعنی رحم میں قرار نہیں پاتا، بلکہ پہلو میں ہوتا ہے۔ اور ہم رحم سے باہر نہیں آتے بلکہ ماؤں کی رانوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم خداوند تعالیٰ کا نور ہیں۔ لہٰذا ہم کو گندگی اور غلاظت و نجاست سے دُور رکھا جاتا ہے۔"

(حق الیقین" صفحہ ۱۲۶ طبع ایران)

○ — "امامت کا درجہ نبوّت و پیغمبری سے بالاتر ہے۔" (حیات القلوب مصنفہ باقر مجلسی)

○ — "شیخین اور اُن کی پارٹی کے خاص ساتھیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی ایذائیں پہنچائیں اور کیسے کیسے ستایا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی لختِ جگر فاطمہ زہرا کے ساتھ کیسا ظالمانہ سلوک کیا۔ ابوبکر نے ان کو باپ کے ترکہ سے محروم کیا اور (معاذ اللہ) عمر نے ان کے بازو پر ایسا تازیانہ مارا جس سے اُن کا بازو سُوج گیا۔ اور گھر کا دروازہ اُن پر گرا دیا گیا۔ جس سے اُن کی پسلیاں ٹوٹ گئیں، اور پیٹ میں جو بچہ تھا جس کا نام پیدائش سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محسن رکھ گئے تھے، وہ شہید ہو گیا۔"

یہ خرافاتی روایت ملاّں باقر مجلسی نے جلاء العیون میں ذکر کی ہے (اس کے اردو ترجمہ مطبوعہ لکھنؤ حصہ اوّل صفحہ ۱۷۲ پر دیکھی جا سکتی ہے)

○ — خود خمینی نے حضرت عمرؓ کے بارے میں کشف الاسرار ہی میں لکھا ہے کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری وقت میں آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی کہ رُوحِ پاک کو انتہائی صدمہ ہوا اور اسی صدمے کو لے کر دُنیا سے رُخصت ہوئے (صـ ۱۱۹) ۔ اور خمینی کی اسی کتاب کشف الاسرار میں حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے رسولِ خدا کے گھر میں آگ لگائی ۔ (درخانۂ پیغمبر آتش زد صـ ۱۱۱) (معاذ اللہ)

○ — امام باقر کے ایک مخلص مرید نے شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) کے بارے میں اُن سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا :

"تم اُن دونوں کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھتے ہو ، ہم اہلِ بیت میں سے جو بھی دنیا سے گیا ہے ان دونوں سے سخت ناراض گیا ہے ۔ ہم میں سے ہر بڑے نے ہر چھوٹے کو اِس کی وصیت کی ہے ، اِن دونوں نے ظالمانہ طور پر ہمارا حق مارا ، یہ دونوں سب سے پہلے ہم اہلِ بیت کی گردنوں پر سوار ہوئے ، ہم اہلِ بیت پر جو بھی مصیبت اور آفت آئی ہے اِسکی بُنیاد انہی دونوں نے ڈالی ہے ۔ لہذا اِن دونوں پر لعنت ہو اللہ کی اور فرشتوں کی اور بنی آدم سب کی (العیاذ باللہ) (کتاب الروضہ صـ ۱۱۵ ۔ مصنفہ کلینی)

○ — اصول کافی کی روایت کے مطابق امام جعفر صادق نے فرمایا :

"یہ آیت فلاں فلاں اور فلاں (یعنی حضرت ابوبکرؓ ، عمرؓ ، عثمانؓ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے ، یہ تینوں شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور جب اُن کے سامنے حضرت علیؓ کی ولایت و امامت کا مسئلہ پیش کیا گیا ، اور آپ نے فرمایا "من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ" ، تو یہ تینوں اِس سے منکر ہو کر کافر ہو گئے ۔ پھر حضورؐ کے فرمانے سے انہوں نے امیر المومنین کی بیعت کر لی ۔ اور اس طرح پھر ایمان لے آئے ۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ، تو پھر یہ (امیر المومنین علیؓ) کی بیعت کا انکار کر کے کافر ہو گئے پھر یہ کفر میں اور آگے بڑھ گئے جب انہوں نے اُن لوگوں سے بھی بیعتِ خلافت لے لی جو امیر المومنین سے بیعت کر چکے تھے ، تو اب یہ سب اس حال میں ہو گئے کہ ان میں ایمان ذرا سا بھی باقی نہیں رہا (قطعی کافر ہو گئے) ۔ (معاذ اللہ) اصول کافی صـ ۲۶۲)

- جب قائم آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی مہدی ظاہر ہوں گے۔ تو خدا فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد کریگا اور سب سے پہلے اُن سے بیعت کرنے والے محمد ہوں گے۔ اور آپ کے بعد دوسرے نمبر پر علی اُن سے بیعت کریں گے"۔ (حق الیقین مطبوعہ ایران صـ۱۳۹)
- جب ہمارے قائم (یعنی مہدی) ظاہر ہوں گے۔ تو وہ (معاذ اللہ) عائشہ کو زندہ کر کے اُن کو سزا دیں گے اور فاطمہ کا انتقام اُن سے لیں گے۔ (حق الیقین صـ۱۳۹)

واضح رہے کہ خمینی نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں علامہ باقر مجلسی کی فارسی تصانیف کا تعریف کے ساتھ ذکر کر کے اُن کے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے اور خاص کر "حق الیقین" اسکی بعض روایات انہوں نے اپنی اس کتاب میں نقل بھی کی ہیں۔ (کشف الاسرار صـ۱۲۱)

- جس وقت مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو وہ کافروں سے پہلے سُنّیوں اور خاص کر اُن کے عالموں سے کارروائی شروع کریں گے اور ان سب کو قتل کر کے نیست و نابود کر دیں گے۔ (حق الیقین)
- ابو عمیر اعجمی راوی ہیں کہ امام جعفر صادق نے مجھ سے فرمایا:
"اے ابو عمیر! دین کے دس حصّوں میں سے نو حصّے تقیّہ میں ہیں۔ اور جو تقیّہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔ (اصول کافی)۔
- امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اے سلیمان! تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اسکو چھپائے گا۔ اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عزّت عطا ہوگی اور جو اُس کو ظاہر اور شائع کرے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل و رسوا کرے گا۔ (اصول کافی صـ۴۸۵) (اور شیعہ مذہب میں یہی تقیہ ہے)
- امام جعفر صادق کے ارشاد کا مطلب یہی ہے کہ جبرئیل کے لائے ہوئے اصل قرآن میں سے بہت سا حصّہ ساقط اور غائب کر دیا گیا ہے اور وہ قرآن کے موجود مشہور نسخوں میں نہیں ہے۔
صافی شرح اصول کافی آخری جلد، باب فضل القرآن، علامہ قزوینی)۔
- واقعہ یہ ہے کہ زمین کے مختلف قطعات نے ایک دوسرے پر فخر اور برتری کا دعویٰ کیا۔ تو کعبہ معظمہ نے کربلائے معلّیٰ کے مقابلے میں فخر اور برتری کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو وحی فرمائی کہ خاموش ہو جاؤ اور کربلا کے مقابلے میں فخر اور برتری کا دعویٰ مت کرو (حق الیقین صـ۱۴۵)

○ — اور عیاشی نے معتبر سند سے امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ عائشہ و حفصہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دے کر شہید کیا تھا۔ (کتاب "حیات القلوب" مصنفہ باقر مجلسی)

○ — تمام انبیاء کرام دنیا سے ناکام گئے حتیٰ کہ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے مشن میں ناکام رہے (معاذ اللہ) ۔ (اتحاد و یکجہتی امام خمینی کی نظر میں صفحہ ۱۵)

کوثر نیازی صاحب!

خمینی کا مذہب ائمہ کو انبیاء و رسل اور ملائکہ سے افضل قرار دیتا ہے۔ بلکہ انہیں خداوندی اختیارات کا بھی حامل مانتا ہے۔ تقیہ (منافقت) اور متعہ (زنا) کے مرتکب کو بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ خمینی صاحب صحابہ کرام رض بالخصوص خلفائے ثلاثہ کے بارے میں انتہائی گھناؤنی اور ناپاک رائے رکھتے ہیں۔ وہ ان کے ایمان و اسلام کے بھی منکر ہیں اور ان کا تذکرہ آخری درجہ کے پست کردار، اغراض کے بندے، اقتدار کے بھوکے اور خالص سازشی ذہن اور سیاسی ہتھکنڈوں والے منافقین کے ایک ٹولے کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ اور ان سے عقیدت و محبت ہی کے جرم میں وہ اولین و آخرین اہلِ سنت کو ناقابلِ معافی مجرم خدا اور رسول ص کا باغی اور جہنمی قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ام المومنین عائشہ رض و حفصہ رض منافقہ تھیں، انہوں نے زہر دے کر حضور ص کو ختم کیا۔ خمینی کے نزدیک موجودہ قرآن مجید تبدیل شدہ ہے۔

نیازی صاحب! تحریکِ ناموسِ رسالت کے نام پر پچھلے دنوں آپ نے ملعون سلمان رشدی کے خلاف بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ جلوس میں کئی مسلمان شہید اور کئی زخمی ہوئے۔ (اس کے پس منظر میں کیا تھا، آپ نے کس کے اشارے پر، کس کے خلاف یہ سب کچھ کیا، اس پر نقد و نظر کا حق تو ہم کسی اور نشست پر اٹھائے رکھتے ہیں)

بہر کیف! آپ کا موقف یہ تھا کہ سلمان رشدی نے بدنام زمانہ کتاب "شیطانی آیات" میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، کئی انبیاء، آلِ رسول ص اور صحابہ رض کی توہین کی ہے۔ جمہور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ لہٰذا اس کتاب کے شائع کرنے والے ادارے "پینگوئن" کی ہر کتاب پر پاکستان میں پابندی لگائی جائے۔ سلمان رشدی کو قرار واقعی سزا دلوانے کے لئے یورپین ممالک پر دباؤ ڈالا جائے وغیرہ وغیرہ بظاہر آپ کا یہ اقدام انتہائی مستحسن اور ملعون رشدی کے خلاف آپ کے جذبات قابلِ صد ستائش ہیں؛ لیکن نیازی صاحب! سلمان رشدی کے مقابلے میں اب جب کہ آپ (امام) خمینی کے لٹریچر میں سے چند اقتباسات اوپر پڑھ چکے ہیں، ان

کے بارے میں اب آپ کی کیا رائے ہے ؟

اور نیازی صاحب ! یہ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ خمینی کی تصنیفات جو اب اردو میں بھی عام دستیاب ہیں اور شیعہ درسِ نظامی میں پڑھائی جا رہی ہیں، اس سے پہلے آپ کی نظر سے نہ گزری ہوں ۔

جنابِ نیازی —— آپ کے فن، کردار اور شخصیت کے متعلق گنجائش کلام جس شدت کے ساتھ محسوس کی جا سکتی ہے ، اغلباً اس سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ پھیلائی اور "پھولائی" جا سکتی ہے لیکن کیا کیا جائے کہ ع کفتنی اجمال ہے ناگفتنی تفصیل ہے ۔

سنا ہے آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "اس مرتبہ محرّم عید سے پہلے آگیا ہے" ۔ اس سے اندازہ ہوا کہ آپ کو اپنے ایرانی باپو اور مہاتما کا ہجر و فراق گھائل کر گیا ہے اور نقشہ ایسا ہے کہ

ع تمہیں خمینی نے مار ڈالا وگرنہ تم لوگ جی ہی لیتے

لیکن آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ عید اور محرم کا یہ "مبارک ملاپ" صرف آپ ہی کو "لاحق" نہیں ہوا بلکہ اس سے پہلے نواب رامپور نے بھی فرمایا تھا ؎

دیکھا ہے ہم نے چاند محرّم میں عید کا

جس پر منیر شکوہ آبادی نے گرہ لگا کر آپ جیسے بہتوں کا بھلا کر دیا تھا کہ ؎

نواب رامپور ہے نطفہ یزید کا
دیکھا ہے جس نے چاند محرّم میں عید کا

لیکن آپ کے تعلق اور قولنج کو دیکھتے ہوئے تو آنجناب کی نسبت امام شمر سے قوی تر معلوم ہوتی ہے اور امام سے نسبت قوی ہو تو نائب امام (صاحبِ ولایت فقیہہ) کی جُدائی کے صدمہ سے جانبر ہوا تو جا سکتا ہے ۔

لیکن پتہ نہیں حضرت محمد حیات "مچھر خیل نیازی" نے عید سے پہلے محرّم کا نظارہ کس شان سے کیا ہوگا ۔

کوثر نیازی صاحب ! کیا آپ کا وہ قناعت کا دور اچھا نہیں تھا جب آپ گھٹنے نکلے ہوئے پائجامے اور پھٹی ہوئی اچکن کے ساتھ راج گڑھ سے پیدل چل کر شاہ عالم مارکیٹ لاہور ، جمعہ پڑھانے جایا کرتے تھے ، یا یہ حرص کا دور کہ آپ کا کچھ پتہ ہی نہیں چلتا اور آپ امام جعفر صادق کے اس فرضی قول (کہ تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اس کو چھپائے گا، اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزّت عطا ہوگی ، اور جو اس کو ظاہر اور شائع کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل و رسوا کرے گا) پر شیعوں سے بھی زیادہ سختی سے کاربند ہیں —— ؟

حافظ ارشاد احمد دیوبندی

ظاہر پیر

مولانا کوثر نیازی

کا باپ گم ہو گیا ہے!

قارئین مکرم! یہ عنوان دیکھ کر حیران نہ ہوں۔ عنوان بظاہر ایک معمہ بھی ہے لیکن دراصل معمہ وہ ذات شریف ہیں کہ جن کی خبر عنوان بالا دے رہا ہے۔

حضرت مولانا کوثر نیازی نے اپنی عملی زندگی کا آغاز جماعتِ اسلامی میں شمولیت سے کیا تو تب بھی موصوف ایک معمہ ہی رہے۔ خصوصاً "مسٹر کھنبے نے کہا" جیسے ناقابل فہم عنوان سے جماعت اسلامی کے کیمپوں میں مولانا کی طرف سے کئی باتیں نظر نواز ہو کر حیرانی کا باعث ہوئیں۔ اس دور میں وہ مولانا مودودی کو اپنا روحانی باپ کہتے رہے لیکن جماعت سے نکلنے کے بعد مولانا نے اپنی اس محسن جماعت اور روحانی باپ کا خوب خوب تعارف کرایا۔ پھر پی پی پی میں شمولیت سے آپ کو چار چاند لگے تو امیر بنے، وزیر بنے، مصنف بنے اور مولوی دہسکی کہلائے۔ بھٹو کی ضخیم سوانح بھی رقم کی اور انہیں اپنا سیاسی باپ بھی سمجھا۔ بھٹو تختہ دار پہ "چڑھ دوڑے" تو مولانا نے پی پی پی سے روٹھ کر ایک الگ جماعت بنالی مگر وہ ان کی رنگین مزاجی کے ہاتھوں دم توڑ گئی۔ پھر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں مولانا نے وفاداری بشرط استواری کے ثمرات سے خوب تمتع حاصل کیا —— اور اب مولانا ایک نئے انداز سے سرگرم عمل ہیں کس انداز سے ....؟ شاید حافظ کے الفاظ میں ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلماں اللہ اللہ، با برہمن رام رام

جی ہاں! اب مولانا کوثر نیازی نے خمینی جیسے متعصب اور سفاک شیعہ کو نہ صرف "رہبر کبیر"

قرار دیا ہے بلکہ ایک فارسی شعر کی مدد سے مزید وضاحت یہ بھی فرمائی ہے کہ مرگ خمینی، موصوف کے لیئے ایسا جانکاہ صدمہ ہے گویا مولانا کا باپ گم ہوگیا ہے۔ ہائے وہ لوگ، کہ جن کی زندگی میں "میرا پیو گواچیہ" ایسے سانحے بار بار آیا کرتے ہیں ۔

یہ لوگ بھی کیا لوگ ہیں مر کیوں نہیں جاتے

قارئین محترم! پورے تہران شہر میں پانچ لاکھ سنّی مسلمان آباد ہیں لیکن وہاں اُنہیں اپنی مسجد تعمیر کرنے کی اجازت تک نہیں ملی جبکہ وہاں عیسائیوں کے بارہ گرجے موجود ہیں۔ ہندوؤں کے دو مندر، سکھوں کے تین گردوارے، حتیٰ کہ یہودیوں کے دو عبادت خانے اور آتش پرستوں کے بارہ آتشکدے موجود ہیں شاہ کے زمانہ میں عیدین کی نمازیں تہران کے پانچ لاکھ مسلمان ایک پارک میں پڑھتے تھے لیکن جب سے خمینی انقلاب آیا ہے۔ عیدین کے موقع پر اس پارک پر مسلح افواج کا پہرہ بٹھا دیا جاتا ہے تاکہ مسلمان نمازِ عید ادا نہ کرسکیں۔ اسی طرح نمازِ جمعہ بھی مسلمانوں کو علیٰحدہ پڑھنے سے روک دیا گیا۔ اور مسلمانوں کو شیعہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجبور کیا گیا۔ سنّی مسلمان اپنی مذہبی تبلیغ کیلیئے نہ کوئی جلسہ کرسکتے ہیں اور نہ اپنی فلاح و بہبود کیلیئے کوئی اجتماع اور نہ ہی کوئی سنّی تنظیم قائم کی جاسکتی ہے۔ ایک تنظیم مسلمانوں نے قائم کی تو خمینی کے خاص حکم سے اُسے خلافِ قانون قرار دیدیا گیا۔ سرکاری اسکولوں میں سنّی اساتذہ کو ملازمتیں نہیں دی جاتیں۔ سنّی بچے، شیعہ اساتذہ سے پڑھنے پر مجبور ہیں۔ یہ ہے مولانا کوثر نیازی کے "آبا کا اسلامی انقلاب"!

قارئین محترم! خمینی نے اپنے پیشروؤں سے بڑھ چڑھ کر شیعی بدعقیدگی کا بول بالا کیا اور اپنی امامت کا منہ کالا کیا مثلاً :

- شیعوں کے علاوہ باقی سب اُمّتِ محمّدیہ ملعون خنزیر ہے (اُصول کافی از امام جعفر)
- جمیع مسلمان مرتد بلکہ واجب القتل ہیں۔ (حق الیقین ص ۳۸۴ ——————)
- (توحید ملاحظہ کیجئے کہ) بارہ امام نور من نور اللہ اور اللہ کے ہاتھ پاؤں، چہرہ اور اجزاء ہیں۔

بارہ امام اپنے علاوہ تمام کائنات کے خالق، مالک، مختار کل، عالم الغیب، حاضر و ناظر اور حلال و حرام کا اختیار رکھتے ہیں جنت و دوزخ اُن کے قبضہ میں ہے۔ (اُصول کافی، کتاب الحجہ)

• (رسالت پہ ایمان ولیقین یہی کچھ ہے کہ) تمام انبیاء دنیا سے ناکام گئے حتیٰ کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔! "کامیابی" امام مہدی کو ہوگی (معاذ اللہ)! (تہران ٹائمز، جون ۱۹۸۰، بیانِ خمینی)

• خالص زنا کو کارِ ثواب بنا ڈالا۔ اور متعہ ایسی فحش بدکاریوں کو ان مقدس لوگوں کی طرف منسوب کر ڈالا جنہیں بارہ امام کہا جاتا ہے۔ اور جن کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ "امامت بالاتر از رتبہ پیغمبری است" (حیات القلوب، ج ۳، ص ۱۰)

قارئین محترم! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ عبداللہ بن سبا سے خمینی تک، شیعیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں —— مگر مولانا کوثر نیازی کو نجانے خمینی کی کونسی ادا پسند آگئی اُسے اپنا روحانی باپ قرار دے ڈالا۔ مولانا موصوف وزارت سے فراق کے بعد جو قلابازیاں کھا رہے ہیں، شاید یہ اسی ریاضت کا حصہ ہے۔ لیکن اس سے اُن کی گرتی ہوئی ساکھ یقیناً بحال نہ ہو سکے گی۔ ایرانی انقلاب کے بعد مسلمانوں نے شیعوں کو زیادہ اچھے طریقے سے جان پہچان لیا ہے۔ اب تقیّہ کر کے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا خصوصاً مولانا کوثر نیازی کو یہ بات پلّے باندھنی چاہیئے اپنے اس اصول کے باوصف کہ ؎

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کُن

مدرس کی ضرورت:

مدرسہ معمورہ ملتان کے درجہ حفظِ قرآن کریم کیلئے ایک، قابل، مخلص اور محنتی حافظ وقاری کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات فوراً رابطہ قائم کریں۔

(حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری (مدظلہ)
مہتمم مدرسہ معمورہ۔ دارِ بنی ہاشم۔ مہربان کالونی
ملتان۔ فون ۷۲۸۱۳

نقیبِ ختمِ نبوت کی قیمت میں اضافہ
سالانہ خریداروں سے "درخواست"

معزز قارئین کرام! گزشتہ شمارے میں آپکی خدمت میں عرض کر دیا گیا تھا کہ کاغذ کی شدید گرانی کے باعث آئندہ شمارہ سے پرچہ کی قیمت ۱/۵ روپے ہوگی۔ لہٰذا اس مرتبہ حسب اعلان قیمت ۱/۵ روپے ہے۔ اُمید ہے کہ آپ پہلے سے زیادہ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے اور ختم نبوت کی کشتی میں ہمارے شانہ بشانہ ہوں گے

مولانا محمد اسحٰق سندیلوی

اسلامی عبادات

قسط نمبر۲

"ثقل" کے معنی ہیں بھاری چیز "ثقلین" سے مراد دو بھاری اور وزنی چیزیں۔ یعنی قرآن حکیم اور سُنّت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔ قیامت تک ہدایت کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہی دو چیزیں اُمّت کو عطا فرما گئے ہیں۔

اس تفصیل سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ دین کے دوسرے شعبے کی طرح عبادت کا طریقہ بھی قرآن مجید یا حدیث شریف ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور اسکی تشریح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے قول وفعل سے ہو سکتی ہے۔ گویا اتباع کتاب وسُنت کے لئے اتباع صحابہ رضی اللہ عنہم لازم ہے۔ ہم اپنی طرف سے عبادت کا کوئی طریقہ نہیں مقرر کر سکتے۔ نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو، یا اور کسی طرح کی عبادت ہو کسی قسم کی عبادت کا طریقہ ہم اپنی عقل سے مقرر نہیں کر سکتے۔ اس طریقہ کا ثبوت صرف مندرجہ بالا ذرائع سے ہونا چاہیئے۔

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی طریقِ عبادت ایجاد کرتا ہے، جس کا کوئی ثبوت کتاب وسنت اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہ ہو تو اس طریقہ کو "بدعت" کہتے ہیں۔ اور بدعت کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ ہر بدعت گمراہی اور فی النّار ہے۔ یعنی بدعت کے مرتکب کو جہنّم میں لے جانے والی چیز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرات ائمہ مجتہدین کے درجات بلند فرمائیں کہ انھوں نے عبادت کے طریقے اور احکام کتاب وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے معلوم کرکے فقہ کی کتابوں میں جمع کر دیئے جسکی وجہ سے پُوری اُمّت کو بہت سہولت ہوگئی اور امت مسلمہ بہت سی غلطیوں سے بچ گئی۔

عبادت کے اقسام

عبادت کے طریقے متعدد ہیں۔ ان طریقوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کی تین بڑی قسمیں نکلتی ہیں۔

عبادتِ بدنی: جس کی ادائیگی میں اپنے جسم سے کام لینا ناگزیر ہو جیسے "نماز"

عبادتِ مالی: جس کی ادائیگی مال خرچ کرنے سے ہو مثلاً "زکوٰۃ"

عبادت کی تیسری قسم وہ ہے جس کی ادائیگی میں بدن اور مال دونوں کو دخل ہو یعنی جسم سے بھی کام لینا پڑے اور مال بھی خرچ کرنا پڑے۔ جیسے "حج" کہ اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے کیونکہ سفر کرنا پڑتا ہے اور

بعض صورتوں میں قربانی کرنا ہوتی ہے۔ اور طواف وغیرہ جسمانی کام بھی کرنا پڑتا ہے۔

عبادت کی تفصیل

صلوٰۃ یعنی نماز

عبادات میں سب سے اہم اور سب سے افضل عبادت "صلوٰۃ یعنی نماز ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (المزمل) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

یہ آیت صرف ایک نمونہ ہے۔ ورنہ قرآن مجید میں جس کثرت و تکرار کے ساتھ مختلف عنوانات سے نماز کا تذکرہ اور اسکی تاکید مذکور ہے، اتنی کثرت و تاکید کے ساتھ کسی عبادت کا تذکرہ نہیں ملتا۔ کہیں نماز قائم کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو کہیں اس کے فوائد و منافع بیان فرمائے جاتے ہیں، کسی جگہ نماز قائم کرنے والوں کی تعریف اور بارگاہِ الٰہی میں ان کے مقبول ہونے کا تذکرہ ہے، تو کہیں نماز سے غفلت کرنیوالوں کی مذمت اور ترکِ صلوٰۃ پر عذابِ الٰہی کا بیان ملتا ہے۔ غرض مختلف طریقوں سے نماز کی پابندی کی شدید تاکید کی گئی ہے۔

حدیث شریف میں بھی نماز کی سخت تاکید فرمائی گئی ہے۔ اور اس کے اجر و ثواب نیز روحانی فوائد سے آگاہ فرمایا ہے۔

تنبیہ ضروری :- روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ ان میں سے کسی کا ترک کرنا سخت گناہ ہے۔ اور ان میں سے کسی کی فرضیت سے انکار کرنا کفر ہے (العیاذ باللہ)

نماز کیا ہے ؟

صلوٰۃ یا نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا نام ہے۔ جہاں باریاب ہونے کے بعد بندۂ مؤمن اپنی بندگی کا اظہار و اقرار کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار ہوتا ہے۔

نماز میں مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت بے پایاں کا اقرار کر کے یعنی "اللہ اکبر" کہہ کر، اللہ تعالیٰ کے سامنے ادنیٰ غلاموں کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی

انتہائی ذلت اور پستی کے احساس کے ساتھ کچھ دیر قیام کرتا ہے مگر اس پر بھی چین نہیں آتا تو رکوع کرکے اپنے سر کو جھکاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت بے پایاں اور لاانتہا کبریائی کی طرف توجہ میں زیادہ قوت پیدا ہوتی ہے، تو اُس کے اقرار و اعتراف کی کیفیت نیز اپنی پستی اور احتیاج کے شدید احساس سے متاثر ہو کر اپنی پیشانی اور اپنی ناک زمین پر رکھ دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو کر اللہ تعالیٰ کی پاکی اور برتری کا اقرار، زبان قلب، اور ظاہری عمل تینوں طریقوں سے کرتا ہے۔ پھر جب اجازت ملتی ہے۔ تو دربار میں ادب کے ساتھ بیٹھ کر حمد و ثنا اور دُعا کرتا ہے۔ اس اجازت کا موقع بھی شریعت بیان کرتی ہے۔ اور وہی بتاتی ہے کہ نماز میں قعدہ کب اور کس طرح کرنا چاہیئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں بندۂ مسلم کو براہِ راست اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ ایک مخصوص تعلق اور ربط حاصل ہوتا ہے۔ جس کی قدر و قیمت اور خوبی و عظمت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی یہ نعمتِ عظیم صرف نماز سے حاصل ہوسکتی ہے۔ نماز کے سوا کسی چیز سے نہیں مل سکتی۔ حدیث میں آتا ہے کہ:

اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَاِنَّہٗ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ	بے شک تم میں سے جو شخص نماز میں مشغول ہوتا ہے۔ وہ (حالت نماز میں) اپنے "رب"

سے سرگوشیاں کرتا ہے (یعنی چپکے چپکے باتیں کرتا ہے۔)

اللہ اللہ! نماز میں بندۂ مومن کو اپنے رب کے ساتھ کیسا قُرب نصیب ہوتا ہے۔

خشوع و خضوع

نمازی بندہ کس قدر خوش نصیب ہوتا ہے۔ کہ اسے رب العالمین کے سامنے حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا کیسا کرم ہے کہ اسے اپنے دربار میں بارعطا فرماتے ہیں۔ ایسے بے مثال دربار میں اپنے مالک و خالق کے سامنے حاضر ہو کر بھی دل سے ان کی طرف پُوری طرح متوجہ نہ ہو۔ یہ کتنی بڑی بے ادبی ناقدرشناسی، اور محرومی ہے، اس لئے نماز میں خشوع ہونا ضروری ہے۔

خشوع کے معنیٰ سکون کے ہیں، نماز میں خشوع کا مطلب افکار میں سکون ہے یعنی قلب و ذہن کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جانا، یہی اس کا سکون کہلاتا ہے، ذہن جب ایک طرف متوجہ ہو جائے تو خیالات کی حرکت

شست پڑجاتی ہے اور اسی کو سکون اور یکسوئی کہتے ہیں ۔ یہ سکون جب اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ سے حاصل ہو تو اُسے شریعت کی اصطلاح میں خشوع کہتے ہیں ۔

خضوع کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کے افعال و حرکات سے انتہائی اَدب اور بارگاہِ الہٰی میں اسکی پستی اور بندگی ظاہر ہو رہی ہو ۔

خشوع کی صُورتیں

خشوع کی مختلف صورتیں ہیں :۔ ایک یہ ہے کہ نمازی تصوّر کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں ۔

دُوسری صُورت یہ ہے کہ قرآن مجید اور ذکر و دعا کی طرف توجّہ رکھے اور یہ سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے انہیں پڑھ رہا ہوں یا سُن رہا ہوں ، اگر مقتدی ہو تو جہری نماز میں امام کی قرأت توجہ کے ساتھ دھیان لگاکر سُنے ۔ اگر نہ سُنائی دے یا نماز سری ہو تو دل ہی دِل میں سورہ فاتحہ یا کوئی ماثور دُعا پڑھتا رہے ۔ اور یہ تصوّر جمائے کہ وہ کسی تختی وغیرہ یا لوحِ محفوظ پر رکھی ہوئی ہے جو میرے سامنے ہے اور جیسے میں اُسے دیکھ رہا ہوں ، مگر زبان سے نہ پڑھے ۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قیامت کا تصوّر جمائے اور دِل میں خیال کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں اور حساب کتاب ہو رہا ہے ۔ ان تینوں صورتوں میں جو صورت بھی اختیار کی جائے ، وہ خشوع میں شامل ہوگی ، جسے جو صورت آسان معلوم ہو ۔ اسی کو اختیار کرے مگر خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی ضرور کوشش کرے ۔

لہ یوں تو ائمہ مجتہدین بکثرت ہیں مگر چار اماموں کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی اور آج دنیا میں مسلمانوں کی اغلب اکثریت انہیں چاروں میں سے کسی ایک کی پیروی کرتی ہے ، انکے اسماء گرامی یہ ہیں حضرت امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی ، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ وقدس اسرارھم ۔

بقیہ از صـــ۱۲ شعلوں سے دھوئیں کی طرح اُٹھتی ہیں ، صِرف دِل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں اور ہزاروں سال پیشتر کے عہد الہٰی اور راز و نیازِ عبد و معبودی کو تازہ کر رہی ہیں :۔ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ۔

خادم کیتھلی

بیت اللہ کے مسافر سے

اے مقدس ہستی! ــــ اے خوش نصیب اور سعادت مند انسان! میری عقیدت بھری نگاہیں تیرے قدموں کو چومنا چاہتی ہیں ــــ میری ارادت مند روح تیری چمکتی ہوئی پیشانی کے بوسے لینا چاہتی ہے۔ تو خدا کے مقدس دربار کی طرف عازم ہے۔ وہ گھر جسے خلیل اللہ نے بنایا۔ تیری خوش نصیب جبیں اس گھر کے سنگِ آستاں پر سجدہ عبودیت سے شرف یاب ہوگی اور پھر تیرا ذوقِ شوق تجھے دیارِ حبیبؐ میں لے جائے گا۔ تیری پتلیاں گنبد خضریٰ کی سرسبز و شاداب جنّت سے نشاطِ سرمدی حاصل کریں گی۔ تاجدارِ رسالتؐ کے دربارِ اقدس میں تجھے باریابی ہوگی۔ تیرے قلب و روح اس نور کا مرکز ہوں گے جو یثرب کے مقدس ذرّوں سے پھوٹ رہا ہے۔ تیرا سینہ اس سکون و قرار کا گہوارہ ہوگا جو دیوارِ حرم اور درِ کعبہ کے ذرّوں سے کوثرِ رحمت بن کر بہہ رہا ہے۔

اے سبک خرام دشتِ عرب! اے تیز رفتار بادیۂ حجاز! اے مسافر خانۂ خدا۔ اے رہروِ کوئے حبیب! اپنے دل و نگاہ کے جلوت کدوں کے تمام نقوش مٹا دے تاکہ ان میں رسول خداؐ کے انوارِ نبوت کی شعاعیں سمٹ آئیں۔ اور یہ دل و نگاہ مشرقِ آفتاب اور مطلع ماہتاب بن جائیں۔ اپنی روح سے خواہشاتِ نفس کی آلودگیوں کا بوجھ ہٹا دے تاکہ تیری ہلکی پھلکی روح نور و سرور اور رحمت و برکت کی لطافتوں سے فیض یاب ہو جائے۔ اپنی تمناؤں کا دامن جھاڑ دے۔ تاکہ تجھے تہی دامن دیکھ کر رحمۃ للعالمین کی نگاہِ فیضان اپنی عنایات سے لبریز کر دے اور جب تو حج سے واپس ہو تو جہاں تیرے توشۂ سفر اور سامانِ راہ گذر میں کھجوریں اور آبِ زمزم ہو' اور وہاں تیری نگاہوں میں چمک' تیری پیشانی میں شعاعِ نور' تیرے دل میں تقدس' اور تیری روح میں ایمان و یقین کے وہ تحفے بھی ہوں جنہیں یہاں پہنچ کر اپنے اعزہ و اقارب میں تقسیم کرنا ہے۔ اس طرح تو جو رحمتوں اور عنایتوں کے پھول اس گلستانِ سرمدی سے لائے گا تمام دنیا کے دامن ان سے مالا مال ہو جائیں گے۔

پیارے مسافر! بیت اللہ کی بستی عرفان و ہدایت کی بستی ہے' وہاں کا ذرّہ ذرّہ کعبۂ نور اور وہاں

کا گوشہ گوشہ قبلۂ ظہور رہے۔ ان ذرّوں سے رحمتِ حق کے سوتے پھوٹتے ہیں اور ان گوشوں سے حق و صدا کے غنچے کھلے ہیں۔ وہاں کا ایک ستارہ میتارۂ ہدایت ہے۔ اور وہاں کی ایک ایک کرن ستربِ معرفت ہے وہ سرزمین تاجدارِ دوعالم کی قدمبوس رہی ہے وہاں کی ہر موجِ صبا نے گیسوئے رسالت کے تعطّر سے مشامِ کائنات کو معطّر و معنبر کیا ہے۔ ؎

خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

جب خوش نصیب مسلمان اس اشرف زمانہ کے دیدارِ جمال سے شادکام ہوتے تھے۔ اس کے تکلّم سامعہ نواز سے بہرہ یاب اور اس کے ارشادِ ایمان ساز سے سعادت اندوز ہوتے تھے۔ اس ماہ درخشاں کے جلو میں ستاروں کی طرح، اس نیّرِ اعظم کے اطراف میں شعاعوں کی مانند.... اللہ اللہ کیا عالم ہوگا وہ بھی —— وہ صدیقؓ کی تجلّی صدق، وہ فاروقؓ کا جلالِ ایمانی، وہ عثمانؓ کی حیائے کامل، وہ علیؓ کا تموّجِ علم و معرفت، وہ ابوذرؓ کا فقر، وہ سلمانؓ کا تقویٰ، وہ انسؓ کی شیفتگی، وہ بلالؓ کی تجلیات افروز اذانِ تکبیر۔

اے اقبال مند مسافرِ عرب! تیری چشمِ تصور ان تمام تجلیاتِ ماضیہ کے شہود سے مشرف یاب ہوگی تیری آغوشِ روح میں یہ تمام ایمان افروز جلوے سما جائیں گے۔ اور تو اس سرزمینِ فاران میں خود کو اسی کاروانِ حق و صداقت کا ایک راہرو محسوس کرے گا۔ کاش! خدائے رحمٰن و رحیم۔ رب عقدہ کشا و حاجت روا، وہ عالم الغیب و سمیع و بصیر وہ لبِ خاموش کی بولی سننے والا، وہ دلِ ساکت کی زبان جاننے والا۔ ہم تشنگانِ شوق اور ہم مشتاقانِ دیدارِ حرم کی بھی تمنّائے دلی بر لائے —— اور اے دیارِ حبیبؐ کے مقدس مسافر! ہمیں بھی تیری تقلید کا موقع ہاتھ آئے۔

جا! —— غزالِ دشتِ شوق بن کر، موجِ ہوائے اضطراب بن کر۔ شعاعِ آفتابِ محبت بن کر —— خدا تیرا حافظ و ناصر! —— اور عشقِ نبیؐ تیرا خضر اور پیشوا!!

اے خوش نصیب مسافر! جب تو حج کی مقدس رسومات کو ادا کرلے گا اور پھر عازمِ مدینہ ہو کر بارگاہِ رسالت میں حاضری دے گا تو اس وقت تیری زبان پر جاری ہوگا: ؎

تیری ذاتِ اقدس میں لایا ہے خادم درودوں کے تحفے، سلاموں کی ڈالی

زیڈ اے سلیری

مرزائیت ——— انگریز کی ضرورت

مسلمانوں نے نہ صرف انگریزوں کا غیض و غضب برداشت کیا بلکہ انہوں نے اپنے طور پر مغربی تہذیب کو ناقابل قبول گردانا اور انگریزی تعلیم کا بائیکاٹ کیا۔ مستزاد مسلمانوں نے برصغیر کو دار الحرب قرار دیا جس کا مطلب تھا کہ انہوں نے انگریز کی حکومت تسلیم نہ کی اور باغیوں کا کردار اپنایا۔ 1857ء کی جنگ آزادی مسلمانوں کے اسی کردار کا نتیجہ تھی جس کی پاداش میں وہ ایسے عذاب سے گزرے جس کا بہت کم قوتوں کو سامنا ہوا ہے کوئی مسلمان قابل اعتبار نہ سمجھا جاتا تھا کہ انگریز کہتے تھے کہ اس کی سرشت میں بغاوت ہے سخت سے سخت سزاؤں کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کی کوشش تھی کہ وہ مسلمانوں کو باور کرا سکیں کہ وہ ایک غیر مسلم حکومت کے تحت بھی مسلمان کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ انگریزوں کے تلے بھی برصغیر دار السلام ہے چنانچہ اس نکتے کو مسلمانوں کے اذہان و قلوب میں اتارنے کے لئے بڑے بڑے دینی بزرگوں کے فتوے شائع کئے گئے لیکن مسلمان جمہور اپنی بات پر اڑا رہا کہ مسلمانوں کی حکومت کے اختتام کے بعد برصغیر دار الحرب بن گیا ہے اسی نکتے کو منوانے کے لئے بالآخر انگریزوں کو نعوذ باللہ ایک "نبی" کو "نازل" کرنا پڑا کہ انہیں سوجھا کہ جو بات مفتیوں اور مولاناؤں کی سطح پر قابل قبول نہ ہوئی شاید وہ "نبوت" کی سطح پر قابل تسلیم ہو جائے چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے اس "الہام" کا انکشاف کیا کہ جہاد "حرام" ہو چکا ہے اور اس نے کہا۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لئے حرام ہے جنگ و قتال

اور یہی انگریزوں کا مقصد تھا کہ مسلمان جہاد کے جذبے سے عاری ہو کر امن پسندانہ طور پر انگریزوں کے تابع ہو جائیں۔ قادیانیت کا بیج بو کر انگریزوں کو یہ فائدہ ضرور ہوا کہ برصغیر میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جو "اولوالامر" کے اتباع کے بارے میں قرآنی نص کو "حاکم وقت" انگریزوں پر اطلاق کرتی اور انگریزوں کی وفاداری کا دم بھرتی تھی۔ انگریزوں کے زمانے میں قادیانیوں کے لئے یہ امر ہمیشہ باعث افتخار رہا کہ حکومت ان پر اعتماد اور انحصار کرتی ہے۔ وائسرائے نے چودھری ظفر اللہ خان کو بتیس سال کی عمر میں پنجاب ہائیکورٹ میں صرف آٹھ سال کی پریکٹس کے بعد مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے اپنی کونسل کا ممبر مقرر کر دیا۔ ظفر اللہ خان نابغہ روزگار نہ تھے کہ یہ ترقی ان کی غیر معمولی لیاقت کا تقاضا تھی اس تقرری کا محض یہ مطلب تھا کہ اس طرح مسلمانوں کی نمائندگی کا مسئلہ بھی طے ہو گیا اور انگریزوں کو اپنی پسند کا آدمی بھی مل گیا۔ اس ناانصافی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے علامہ اقبال نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم فرقہ قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

قادیانیت کی افزائش کا مقصد وحید حاکم وقت یعنی انگریزوں کی حکومت کو نعوذ باللہ جانب من اللہ ثابت کرنا تھا۔ قادیانی مسلمان جمہور سے گھبراتے تھے اور اسی لئے وہ برصغیر کی تقسیم کے حق میں نہ تھے کہ پھر پاکستان میں انہیں اپنے ارد گرد مسلمان ہی مسلمان نظر آتے۔ مسلمانوں سے قلبی و ذہنی بُعد ہی انہیں اپنا ہیڈ کوارٹر ربوہ سے لندن منتقل کرانے کا موجب بنا۔ قادیانیت ایسا مذہب ہے جو اپنے پیروؤں کو غیر مسلمانوں کی غلامی پر مائل کرنے کے آلہ کار کا کام دیتا ہے اور وہ یہی کام ہندوستان میں کر رہا ہوگا اور ہندوؤں کے نزدیک بہت مقبول و معزز ہوگا۔ روسیوں کو قادیانیوں کی "خوبیوں" کا ادراک ہو تو وہ ضرور انہیں وسط ایشیا کی مسلمان مملکتوں میں در آمد کریں تاکہ وہاں مسلم باشندوں کے دلوں میں ماسکو کی غلامی کی خو کو راسخ کر سکیں۔

آپا ہندہ

"آج میں آزاد ہوں اپنے وطن میں"

ننگا سر، بالوں کے ان دیکھے نئے نئے سٹائل، ننگا چہرہ۔ بگر میک اپ سے ڈھکا ہوا، جسمانی ساخت کی چغلیاں کھاتا ہوا چست لباس، ہاتھ میں ہاکی، ریکٹ، بیٹ لئے اخبارات کی مانگ سجانے اور بڑھانے کیلئے فرسٹ پیج یا لاسٹ پیج پر براجمان نئی نویلی لڑکیاں جنہیں شو آف پرسنیلٹی کا شوق کشاں کشاں اخبارات کے دفتر یا ٹی وی کی سکرین پر کھینچ لاتا ہے — اور انٹرویو والے آؤٹ ویو سے یوں آغاز کرتے ہیں :

س : آپ کا پورا نام ——— ؟

ج : فضہ بتول — !

س : کالج میں آپ کا کونسا ائیر چل رہا ہے ۔

ج : تھرڈ ائیر — !

س : لگتا ہے آپ تو لبس پڑھتی رہتی ہیں ۔

ج : اوہ، ایسی بھی کوئی بات نہیں ۔ میں تو سوشل لائف پر یقین رکھتی ہوں اور . . . .

س : لیکن آپ کا تعلیمی کیریئر دیکھنے سے تو کچھ اور محسوس ہوتا ہے ۔

ج : ہاں یہ ٹھیک ہے کہ میں نے مڈل، میٹرک اور انٹر میں بورڈ ٹاپ کیا لیکن آپ یہ بھی تو دیکھیں ناکہ انٹر سکولز اور انٹر بورڈ گیمز میں بھی میری پرفارمنس شروع سے بہت اچھی رہی ہے

س : آپ کو ٹائم ڈیوائڈ کرنے میں تو پرابلم ہوتا ہوگا ؟

ج : کوئی پرابلم نہیں ! اصل میں ہیومن لائف کے بارے میں میری اپروچ بالکل سائنٹیفک ہے یہ نئے دور کا تقاضا ہے، زندگی میں چارم، چیلنج، ایڈونچر، سرپرائز، کمپٹیشن، ایکسپریشن یہ سب کچھ ہونا چاہیئے ضرور ہونا چاہیئے ۔

س : مذہب میں آپ کی دلچسپی کس حد تک ہے ؟

ج : میرا گھرانہ خالص مذہبی ہے۔ ہمارے فیملی بیک گراؤنڈ میں مذہب کو مرکزی اہمیت حاصل ہے لیکن شکر ہے کہ ہم میں "بیک ورڈنس" نہیں ہے۔ میں نے دینی تعلیم بھی حاصل کی ہے کالج لائف کو بھی انجوائے کیا ہے۔ گانا بھی لیتی ہوں، ڈانس بھی کرتی ہوں، ڈراموں میں پارٹ پلے کئے ہیں کیپیٹرنگ ڈیبیٹ، گیمز.... سب میں حصہ لیا ہے اور ٹینس میں تو آپ جانتے ہیں حال ہی میں پنجاب بھر میں سنگل میں پہلی اور ڈبل میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

س : فقرہ بات مذہب سے چلی تھی۔ آپ یہ بتائیں کہ آپکا ماحول کو آپریٹو ہے نان کوآپریٹو؟ یعنی کوئی مذہبی پابندی یا اعتراض کی صورت؟

ج : دیکھئے یہ بہت عجیب سوال ہے۔ بھئی پابندی آخر کیوں؟ مجھے تو گھر والوں نے بخوشی غیر نصابی سرگرمیوں کی اجازت دی بلکہ خصوصی اجازت دی، میرا مطلب ہے خصوصی حوصلہ افزائی کی گئی۔ مذہب کسی کو خول میں بند نہیں کرتا۔ زندگی کی دوڑ میں آگے بڑھاتا ہے سینس آف میچورٹی اینڈ کانفیڈنس پیدا کرتا ہے۔ مذہب عورت کو پابند اور محدود نہیں کرتا۔ میں خود سمجھتی ہوں کہ اسلام کی جو شکل ہمیں ورثہ میں ملی ہے وہ سرمایہ دارانہ ذہن کی پیداوار ہے۔ اس دور میں۔ کہ جب دنیا سمٹی معلوم ہوتی ہے۔ اور پوری دنیا کی قومیں ہر فیلڈ میں ترقی کر رہی ہیں، عورت کو ہر میدان میں آگے بڑھنے سے روکا جائے، آخر کیوں؟

س : آپ کی رائے میں عورت کو کس حد تک قومی خدمت میں آگے آ کر کام کرنا چاہیئے؟

ج : سوسائٹی میں ویلفیئر، ڈیویلپمنٹ اور اسٹیبلشمنٹ کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی آزادی ہر کسی کو ہونی چاہیئے۔ مرد اور عورت کا رشتہ کسی استحصالی منطق کا تابع نہیں ہوتا اور نہ زندگی کی حقیقت کو نام نہاد اخلاقی معیاروں سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مرد اور عورت کو شانہ بشانہ چلنا ہے۔ تبھی انڈرسٹینڈنگ اور کوآپریشن پیدا ہو گی۔ یہ نیچرل سی بات ہے۔ اس فنکشن اور پراسس کو ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ عورت تو سب کچھ کر سکتی ہے۔ گھر چلا سکتی ہے، گورنمنٹ چلا سکتی ہے، بس اسٹیبلشمنٹ ختم ہونی چاہیئے اور میڈیا کو اس سلسلہ میں سپیشل رول ادا کرنا چاہیئے نئی نسل کو بوڑھی، بیمار اور نادار سوچوں سے نجات دلا کر ہی ترقی کی دوڑ میں حصہ لینے کے قابل بنایا جا سکتا ہے اور قائد اعظم کے پاکستان کو عظیم تر بنایا جا سکتا ہے چونکہ انہوں نے فرمایا تھا ورک، ورک اینڈ ورک! ؎

تتلی بنوں اڑتی پھروں مست گگن میں
آج میں آزاد ہوں اپنے وطن میں

قارئین کرام : یہ ایک گھسا پٹا ہوا انداز ہے جو یورپ و امریکا کیساتھ سیاسی، اقتصادی اور فوجی معاہدوں کی وساطت سے پاکستانی معاشرے میں بڑی تدریج کیساتھ بہت آہستگی سے دبے پاؤں رچایا بسایا گیا ہے پہلے غیر ملکی لڑکیوں کے انٹرویوز، فوٹو اور ان کی دلچسپیوں کو پاکستانی اخبارات نے عام کیا نوجوان نسل نے دیکھا، پڑھا، پسند کیا، اخبار زیادہ فروخت ہوا پھر پاکستانی سیکولرز اور لبرلز گھروں کی نوجوان نسل اخبارات کے ذریعہ متعارف ہونے لگی پھر کھیلوں کے میدان کی سرکاری سرپرستی نے اس سلسلہ کو عروج پر پہنچا دیا اور ٹیلی ویژن نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور اب پی پی کی حکومت ہے اور صنف نازک کو صنفِ "فازق" بنانے کا فیصلہ اور تہیہ ہو چکا ہے لڑکیاں مردوں کے شانہ بشانہ نہیں بلکہ ان سے پانچ جوتے آگے جا رہی ہیں جیسا کہ آپ اوپر کی سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ ٹی وی اور اخبارات میں لڑکیوں کے جتنے بھی انٹرویوز آرہے ہیں ان میں اکثر لڑکیوں کی گفتگو یہ ہوتی ہے کہ ان کا گھرانہ بڑا مذہبی گھرانہ ہے اور اس کے والد کٹر مذہبی ہونے کے باوجود اسے ناچنے گانے، کھیلنے، دوستوں سے ملنے تفریحی پروگراموں میں جانے سے نہیں روکتے بلکہ وہ کو اپریٹو ہیں۔ پھر انٹرویو لینے والے مرد یا عورتیں ساتھ ساتھ تہذیبی تائیدیں کرتے ہیں۔ ہاں ہاں اسلام معاشرے میں قوت برداشت پیدا کرتا ہے اور ناجائز پابندیاں بھی نہیں لگاتا۔ اسلام قوموں کی ترقی میں اپنا ایک خاص رول ادا کرتا ہے اور وطن کی محبت عین ایمان ہے۔

یہ انٹرویو لینے والے اور والیاں کس قدر ٹھنڈے زہریلے لب و لہجہ سے ایک ہی سانس میں اسلام اور ماڈرن سولائزیشن کو خلط ملط کر دیتے ہیں جو ناظرین و قارئین خوبصورت لڑکیوں کی فوٹو اخبارات و سکرین پر دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ تو ننگے سر ننگے چہرے اچکتے ہوئے کندھوں اور مٹکتے ہوئے کولہوں میں گم ہو جاتے ہیں ان ناداروں اور مفلسوں کو کیا معلوم کہ پالیسی سیکرز نے کیا زہر گھول دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ ایسے انٹرویوز اور گفتگوئیں یہ زہر گھولتی ہیں کہ :

ا ـــــ مذہبی گھرانوں کی لڑکیاں اپنے مذہبی گھریلو ماحول سے بغاوت کر رہی ہیں پھر یہ پرنٹڈ میٹر غیر ملکی ایجنسیوں کو بڑے اہتمام سے پہنچایا جاتا ہے جو اپنے سازشی وڈیروں کو یہ تمام "مواد" بھیجتے ہیں۔ پھر

وہاں تجزیہ ہوتا ہے کہ یورپ امریکہ کے یہودیوں کا پہلا حربہ کامیاب ہے اب دوسرا حربہ آزمایا جاسکتا ہے پھر وہ امپورٹ ہوتا ہے اور عمل میں آتا ہے جسے پھر اسلام کے غدار پاکستانی انگریز ذرائع ابلاغ سے عوام میں مرغوب بنانے کی مہم میں جُت جاتے ہیں ۔

۲ ـــــ اسلام ناچنے گانے، سوئمنگ، ہاکی کرکٹ، بیڈمنٹن ٹینس وغیرہ قسم کی مشغولیتوں سے ہرگز نہیں روکتا کیونکہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ذرائع ابلاغ اسکی "اجازت" اور "سند" عطا فرماتے ہیں ۔

۳ ـــــ اسلام عورت کو ننگا ہونے کی اجازت دیتا ہے چاہے آدھی ننگی ہو یا تین چوتھائی ۔

۴ ـــــ لڑکیوں کی تعلیمی قابلیت کو پروپیگنڈہ کر کے یہ تاثر عام کیا جاتا ہے کہ یہ تمام برائیاں۔ اب خوبیاں ہیں اور تعلیم میں کمال حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ خوبیاں بھی پیدا کرنی چاہئیں کہ اس سے قومی معیار بلند ہوتا ہے۔

۵ ـــــ صرف تعلیم میں بلندی حاصل کرنے سے وطن کا نام روشن نہیں ہوتا جب تک ناچنے گانے اور کھیلوں میں بلند مقام حاصل نہ کیا جائے کہ جدید میڈیا یہی ہے ۔

۶ ـــــ لڑکیوں کو قومی سطح پر بلند و بالا ہونے کیلئے ننگا ہونا ضروری ہے ۔

۷ ـــــ اس بلندی تک پہنچنے کے لئے مخلوط تعلیم، مخلوط معاشرہ اور مخلوط محفلوں میں پرفارمنس شو کرنا انتہائی ناگزیر ہے ۔

۸ ـــــ اس ساری خلط ملط لائف میں کنواری لڑکی پر انحصار، اعتماد اور اس کے اختیارات کو قبول کرنا بہت ضروری ہے ۔

۹ ـــــ اور یہ سب کچھ اور وہ جو ضبطِ تحریر میں آسکتا نہیں ۔ وہ تمام اس لئے کیا جانا ضروری ہے کہ قائداعظم نے یہ فرمایا ہے : ورک ورک اینڈ ورک ۔

کیا اربابِ حکومت ۔ ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخبارات کے بزرجمہر اور جغادری اور ان بدبخت لڑکیوں کے بے حس والدین نے کبھی یہ سوچا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے نتائج کیا برآمد ہو رہے ہیں ؟ ۔ اور یہ لڑکیاں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں انہوں نے کبھی اس اچھلتی کودتی اور غیروں کی باہوں میں جھولتی زندگی کے

بارے میں غور کیا؟ کیا انہوں نے اپنا مستقبل سوچا؟ کیا وہ سمجھتی ہیں کہ یہ لچھن سدا اُن کے ساتھ رہیں گے - انہوں نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا کی کہ انکی اس پسندیدہ زندگی کے پس منظر میں یہودی وسبائی تہذیب کاروں کی جنسی لذتیت کارفرما ہے جیسکرانوں اور سیاستدانوں نے کبھی خلوت کدۂ جاں میں جھانک کر دیکھا کہ وہ جس تہذیب کو امپورٹ کر رہے ہیں اس کے نتائج کیا ہیں کیا پاکستانی عوام ایک قوم کی صورت میں اُبھریں گے؟ کیا ان میں قومی صفات پیدا ہوں گی - کیا ہم پاکستانی قوم کہلائیں گے یا امریکہ ویورپ کے بدمعاشوں کا ناقص چربہ ——— ملاوٹ شدہ نقل؟

سب سے بڑی بات یہ کہ ہم جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہیں جن کی ذات کو شفاعتِ کبریٰ کا ذریعہ سمجھتے ہیں، جن کی ذات وصفات کو ایمان کی جان سمجھتے ہیں انہوں نے عورت کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

مولویت، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی پیدا کی ہوئی مذہبی پیشوائیت یقیناً ناقابلِ قبول - مگر کیا فرمانِ رسول بھی ناقابلِ قبول، مذہبی ماحول، دینی تعلیم اور اسلام کے حوالے سے جو کچھ پھیلایا جا رہا ہے

اسکی سند بھی تو ہو! کبھی اقوالِ رسول سے اس کو ثابت تو کرو!

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ:

وَاَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا

کہ ”لونڈیاں مالکہ جنیں گے“ - یعنی لڑکیاں ماؤں کا حکم ماننے کی بجائے ان پر حکم چلائیں گی یہ سب کچھ جہالت دین بیزاری اور یہودیوں کی معاشرتی اتباع کے نتیجے میں ہوگا۔ ماڈرن فیملیوں کے سربراہ غیرت کی بنیاد پہ سوچیں غور و فکر کریں اور اپنے ماحول کا جائزہ لیں اور دیکھیں کیا یہ حقیقت ان کے گھروں میں چھا چکی ہے کہ نہیں - نوجوان اولاد ماں باپ کی جدید جنسی زندگی دینی پابندیوں سے آزاد حیوانوں جیسی تہذیب کے نتیجے میں کیسی بے لگام خودسر اور نافرمان ہو چکی ہے - لڑکی اپنی ماڈرن ماں کو بھی دقیانوس اور ریجڈ کہتی ہے اور لڑکا باپ کو مذہبی جنونی کہتا ہے حالانکہ تمام جدید گھرانے دین ومذہب سے اتنے ہی دُور ہیں جتنی انکی جدید زندگی انہیں دُور لے گئی ہے جدید گھرانے دین کو اجتماعی اور قومی مسئلہ نہیں سمجھتے بلکہ اس کو فرد کا اختیاری مسئلہ سمجھتے ہیں اس بے دینی کے باوجود نئی نسل ماں باپ کو مذہبی پاگل کہتی ہے جو ماں باپ

بقیہ صلا پر

پروفیسر خواجہ خورشید احمد

سیکولرازم اور پاکستان

پروفیسر منیر احمد صاحب نے مورخہ 22 مئی کو روزنامہ جنگ میں 18 اپریل کے کسی مضمون کے جواب میں سیکولرزم کی تعریف و توصیف کی ہے اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ اس کے معنی بدلے جا رہے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے سیکولرزم کی جو تعریف کی ہے وہ اس کی عمومی تشریح ہے' حقیقی اور عملی دنیا میں اس کے مفہوم کی وسعتیں اور بھی بہت سے معنی پیش کرتی ہیں' چونکہ ذہین لوگ حقیقت پسندی اور تعصب سے بالا رہنے کا بہت چرچا فرماتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے تو ان سے چند بنیادی گذارشیں ہیں' تاکہ سیکولرزم کو حقیقی روپ میں سمجھا جا سکے۔ اول یہ کہ سیکولر حضرات کو حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے تعصبات کو چھوڑنا چاہئے' مثلاً ایک اسلامی ملک میں کسی مسلمان کا کسی خدا پرست کو مغربی متعصبین کی پیروی میں بنیاد پرست کہنا بھی تعصب کا اظہار ہی ہے۔ روشن قلب اور روشن ضمیر لوگوں کو ذہانت سے عاری سمجھنا خود ذہانت کا مذاق اڑانا ہے۔ ادھر علامہ اقبال' جیسے ذہین لوگ قلب و نظر اور بصیرت کو عقل و ذہانت سے فائق سمجھتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ علامہ اقبال' جیسے ذہین لوگ بھی بنیاد پرست ہی تھے' صرف دو اشعار پر اکتفا کریں۔

عطا اسلاف کا جذب دروں کر
شریک زمرہ لایحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

دوسری گذارش یہ ہے کہ تضاد سے بچنے اور حقیقت پسندی کے تقاضے کے پیش نظر جب پاکستان میں مذہب کی بات کریں تو پاکستان کے سرکاری مذہب اسلام کے حوالے سے ثبوت پیش کریں۔ یورپ میں عیسائیت کی ناکامی کو دین اسلام کی ناکامی قرار نہ دیا جائے اور نہ ہی ان دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھ کر حقیقت پسندی سے منہ موڑا جائے۔

ان گذارشات کے ساتھ اب آیئے سیکولرزم کی تعریف اور کارناموں کی طرف۔ پروفیسر صاحب کو شکایت ہے کہ "اساس پرست" سیکولرزم کو لادینیت' کفر اور الحاد کے معنوں میں لیتے ہیں' جبکہ سیکولرزم کے معنی "دنیاوی" کے ہیں نہ کہ "لادینیت کے" یہ درست ہے کہ آکسفورڈ ڈکشنری سیکولرزم کو TEMPORAL "دنیاوی" کے معنی دیتی ہے' لیکن کیا اس لفظی ترجمہ کے ساتھ اس لفظ میں موجود CONNOTATION اور DENOTATION کا مفہوم ادا کر دیا گیا ہے؟ کیا اس کے لوازمات' اور اس کے مابعد اثرات اور اس کے نتائج کو سمجھنے کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ یقیناً نہیں لہٰذا ضروری ہے کہ سب سے پہلے لفظ "دنیاوی" کے مفہوم کو پوری طرح سمجھیں اور پھر اس امر کا فیصلہ کریں کہ کیا "دنیاوی" کا تعلق لادینیت' کفر و الحاد سے ہے یا نہیں۔

سائنسی' معاشرتی' معاشی یا سیاسی امور کا تعلق ایک درجہ میں انسان کے "دنیاوی" معاملات سے ضرور ہے لیکن اس سے بھی زیادہ اس کا تعلق دین سے ہے۔ دین اسلام کے بارے میں یہ بات دین کا مطالعہ رکھنے والا مسلمان جانتا ہے کہ وہ دین و دنیا کو دو الگ الگ شعبوں میں تقسیم کر کے دنیا سے راہبانیت اختیار کرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ قرآن حکیم واضح طور پر راہبانیت یعنی ترک دنیا کو رد کرتا ہے اور دنیا کے ذریعہ ہی نیکیاں کمانے کا راستہ بتاتا ہے۔ دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیتا ہے۔ پھر اس سے آگے بڑھ کر تمام دنیاوی معاملات میں ضروری بنیادی رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ سیاسی' معاشی اور معاشرتی معاملات میں خاموشی اختیار کر کے دین کو محض نماز روزہ تک محدود نہیں کرتا کہ دنیاوی معاملات تو اپنی مرضی سے چلاؤ اور فقط نماز روزہ ادا کر کے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے رہو۔ لہٰذا وہ لوگ جو سیکولر ہیں' جن معاملات میں لادینیت اختیار کئے ہوئے ہیں اور اسلامی تعلیمات سے انحراف کر رہے ہیں۔ اس درجہ میں لادینیت کے زمرہ میں آئیں گے ان کا رویہ تضادات کا حامل ہے' خواہ وہ نماز روزہ ادا کرتے ہوں۔ اس لئے بھی کہ انہوں نے دین کو چند دیگر مذاہب کی طرح محض عبادات کی حدود میں مقید کر کے اسے ایک پرائیویٹ معاملہ بنا دیا اور اس

طرح دین کے پورے اثرات ظاہر ہونے میں رکاوٹ بن گئے' لہذا پروفیسر صاحب کا یہ سوال کہ کیا سیکولر "مسلم ممالک" کے لوگ لادین بن جاتے ہیں' خواہ وہ نماز روزہ کے پابند ہوں' محض ان کے ذہن کی ایک الجھن ہے' جس کا سارا بیکروہ دین اسلام کو بھی ایک پرائیوٹ معاملہ بنا دینا چاہتے ہیں' حالانکہ خدا کا حکم ہے۔

اے اہل ایمان دین میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

یہ کہنا کہ سیکولرزم کے معنی "دنیاوی" کے ہیں لادینیت کے نہیں محض ایک فریب قلب ونظر ہے۔ لفظی معنی "دنیاوی" کے کئے جاسکتے ہیں' لیکن اس لفظ کے پوشیدہ معنی یعنی CONNOTATION میں لادینیت شامل ہو گی اگر ہم دنیا کو دین سے الگ کریں گے۔ اس طرح اگر آپ اس ملک میں سیکولرزم نافذ کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہو گا آپ نے اول قدم میں اسلام کے معنی اور مفہوم اور اس کے تقاضوں کو تبدیل کر دیا۔

پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ یورپ میں جابر اور ظالم حکمرانوں کو حق خداداد بادشاہی دیا گیا اور ہمارے مسلم معاشرے میں ایسے حکمرانوں کو ظل سبحانی کے نام سے پکارا گیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر وہ حکمران ہی جابر اور ظالم تھے' خواہ وہ یورپ میں تھے یا مسلم ممالک میں تو دراصل تاریخ یہ بتاتی ہے کہ انہوں نے ظلم اور جبر کے ذریعہ ریاست کو سیکولر بنا کر عوام پر ظلم ڈھایا تاکہ وہ خود انسانوں کے خدا بن جائیں۔ خدا کو زندگی اور ریاست سے نکال کر وہ خود فرعون' ہامان اور شداد بن گئے!

تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو آج کا سیکولر یورپ بھی مذہب سے بے بہرہ ہو کر جس اخلاقی وروحانی دیوالیہ پن کا ثبوت دے رہا ہے۔ وہ اس حقیقت کو آشکارا کر دیتا ہے کہ مذہب کو ریاست سے الگ کر دینا ایک فاش غلطی تھی۔ جس کی بہت بھاری قیمت یورپی معاشرہ کو ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ اس کے تمام روشن خیال مفکرین اس اخلاقی دیوالیہ پن کا رونا رو رہے ہیں۔

پروفیسر صاحب پوچھتے رہیں کہ "کیا سیاست کا اصولوں اور اخلاقی اقدار سے تعلق قطعی ٹوٹ چکا ہے"۔ سوال یہ بھی ہے کہ سیکولر سیاست کا اخلاقی اقدار سے لازمی تعلق ثابت ہی کیا ہوتا ہے اس کی قوت نافذہ ہے ہی کیا! اس کا تو دین وایمان ہی کرسی کا حصول ہے۔ ذاتی مفادات ہیں جس کے لئے دین تو پہلے ہی چھوڑا ہوتا ہے۔ وطن بھی بیچنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مومن تو امریکی اور روسی دونوں ہتھیار استعمال کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنی ملی غیرت نہ بیچیں البتہ سیکولر لوگوں کا دین سے تہی دست ہو جانا ایک ضروری امر ہے اور وہ اپنے ذاتی نظریات یا مفادات کی خاطر پوری ملت کی خواہشات کے خلاف کام کرتے رہتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ سیکولرزم خواہ وہ روسی ساخت کا ہو یا امریکی' خواہ وہ مغربی جمہوریت کے پردہ میں آئے یا روسی چینی عوامی شکل میں ایک ایسا فریب اور دجل ہے جسے بجاطور پر دجالی فتنہ کہا جاسکتا ہے اور جس کی خبر مخبر صادق علیہ السلام دے چکے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے ولی خان اور پیپلز پارٹی کی سیکولر پالیسیوں کو سراہا ہے اور پوچھا ہے کہ "کیا کلمہ گو متضاد نظریات نہیں رکھ سکتے؟" مشکل یہ ہے کہ پروفیسر صاحب اس مضمون میں یہ لکھ چکے ہیں کہ بنیاد پرست تضادات کا شکار ہیں۔ تضادات سے نفرت کا اظہار تو وہ خود کرتے ہیں اور ساتھ ہی متضاد نظریات کو گوارا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اسے کیا کہا جائے کہ پروفیسر صاحب خود الجھن میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اسی لئے انہیں سمجھ نہیں آ رہا کہ امریکی ہتھیاروں سے لڑنے والے مسلمان مومن کیوں ہیں اور روسی ہتھیاروں سے لڑنے والے کافر کیوں ہیں۔ ہم انہیں ایک ہی فقرے میں اس کا جواب بتا دیتے ہیں اور وہ یہ کہ سیکولرزم کی حمایت میں لڑنے والے مومن نہیں اور دین کی سربلندی کے لئے لڑنے والے مومن ہیں۔ خواہ وہ روسی ہتھیاروں سے ہی لڑیں۔

نئی نسل کو جنسی انارکی کے تمام حربے استعمال کرنے کی اجازت دیں وہ والدین کو آپ ٹو ڈیٹ کہلاتے ہیں مگر اسلام ایسے والدین کو بے غیرت کہتا ہے اور ایسے ماحول کو بھی بے غیرت کہتا ہے —— کیا ابلاغیات کے ارباب واختیار پورے معاشرے کو بے غیرت بنانا چاہتے ہیں؟

دیدہ ور

ہم انتقام نہیں لیں گے

پیپلز پارٹی نے الیکشن سے پہلے اور الیکشن کے بعد بھی اس بات کو بار بار دہرایا کہ ہم کسی سے انتقام نہیں لیں گے۔ ہم انتقامی سیاست نہیں کریں گے۔ مگر حکومت ملنے کے بعد اُن کے اُلٹے تلّلوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انتقام میں وہ سراسر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے وقائع نگار نے اخبارات و جرائد سے ایسے ثبوت مہیا کئے ہیں جن سے ان کے جھوٹے دعوؤں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ (ادارہ)

سارک کانفرنس کے اجلاسوں میں راجیو گاندھی کے سوا تمام سربراہانِ وفود نے اپنی افتتاحی اور اختتامی تقریروں میں سارک کے قیام اور علاقے کے ممالک کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے سلسلہ میں صدر ضیاء الحق مرحوم کی خدمات اور اُن کی کوششوں کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ سربراہان کا بے نظیر کی نظر میں یہی جرم تھا۔ جس سے وہ شدید مشتعل ہوئیں۔ بے نظیر بھٹو جو یہ امید لگائے بیٹھی تھیں کہ سربراہان ان کے والد سابق وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو خراجِ عقیدت پیش کریں گے۔ انہیں ضیاء الحق مرحوم کی تعریف ناگوار گذری۔

ہفت روزہ تکبیر ۱۲/۱/۸۹

بنگلہ دیش کے صدر حسین محمد ارشاد اور مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم نمازِ جمعہ فیصل مسجد میں ادا کرنا چاہتے تھے۔ اور اُن کی خواہش صدر ضیاء الحق مرحوم کی قبر پر فاتحہ خوانی کرنے کی بھی تھی سیکورٹی کے تمام انتظامات مکمل تھے۔ مگر ان ممالک کے سربراہوں تک یہ بات پہنچائی گئی ہے

کہ ایسا کرنے سے ملکوں کے تعلقات خراب ہو سکتے ہیں۔ اور پھر سکیورٹی کے انتظامات کرنا بھی بہت مشکل ہیں۔ اس لیئے وہ نماز جمعہ کسی عام جگہ پر قائم مسجد کی بجائے ایوانِ صدر کی مسجد میں ادا کریں۔

تکبیر ۱۲/۱/۸۹

اگرچہ انتخابات سے پہلے اور انتخابات کے بعد بھی بیگم بے نظیر اور ان کی والدہ نصرت بھٹو نے کہا تھا کہ وہ کسی سے انتقام نہیں لیں گی اور انتقامی سیاست نہیں کریں گی۔ مگر جو لوگ پیپلز پارٹی کے مزاج اور اس کی قیادت کے خصلت آشنا ہیں، اُن کے لیئے یہ اعلانات کبھی بھی لائق اعتماد نہیں رہے۔ ابھی ان کی سیاست کے پچاس ہی دن پورے ہوئے ہیں کہ ان کی انتقامی سیاست شروع ہوگئی۔ کراچی میں ایک وفاقی وزیر کی موجودگی میں ضیاء الحق شہید کے تذکرے پر ڈاکٹر رشید چوہدری کے ساتھ تشدد کا جو واقعہ ہوا اور جس پر بنظر تحسین یہ تبصرہ کیا گیا کہ دیکھا آمروں کی حمایت کرنے والوں کے ساتھ جمہوریت کے پروانے کیا سلوک کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں مرکزی وزیر کی جانب سے یہ کہنا کہ جمہوریت کے یہ آداب سب کو معلوم ہونے چاہئیں کہ پیپلز پارٹی کے کسی وزیر کی موجودگی میں کسی آمر کی مدح سرائی کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ یہ انتقامی سیاست کا ابتدائی عملی نمونہ نہیں تھا تو اور کیا تھا؟

اس کے بعد اس خبر کا آنا بھی انتقامی سیاست کا ہی عندیہ تھا کہ مرکزی حکومت تحقیقات کر رہی ہے کہ ضیاء الحق شہید کے پسماندگان کو کیا ناجائز مراعات دی گئی ہیں اور یہ کہ یہ مراعات واپس لے لی جائیں گی۔ ۲/۲/۸۹

جمہوری حکومت صحافیوں کو بے روزگار کرنے کی راہ پر چل نکلی۔۔۔۔

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اقتدار سنبھالنے کے فوراً بعد جناب زیڈ اے سلہری کو مکس کر دیا تھا، تو ان کی بیٹی کے اقتدار سنبھالنے کے فوراً بعد مشرق کے چیف ایڈیٹر مسٹر ضیاء الاسلام انصاری سے جبراً استعفےٰ لے لیا گیا۔ پی پی کے ڈائریکٹر جنرل مسٹر فاروق نثار کو رخصت قبل از ریٹائرمنٹ (ایل پی آر) پر بھجوا دیا گیا۔ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں بھٹو ازم کے پرچارک صحافیوں کی بھرتی شروع ہوگئی۔۔۔۔۔ جبکہ دوسری جانب اختلاف رائے رکھنے والے صحافیوں کے ساتھ

جو برتاؤ کیا جا رہا ہے اس کی مثال آزادیٔ صحافت کے بلند آہنگ دعووں کو تذلیل اور مضحکہ کا عنوان بنائے جا رہی ہے۔ مشرق کے ایڈیٹر کو الگ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ پاکستان پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے روزنامہ پاکستان ٹائمز کے چیف ایڈیٹر مسٹر مقبول شریف سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔

تکبیر ۱۶/۲/۸۹

فیصل آباد جل اٹھا۔ پیپلز پارٹی نے ضمنی انتخاب میں شکست کا بدلہ لینے کے لئے شہر کو پھونک ڈالا۔ اسلامی جمہوری اتحاد کے حامیوں کی املاک کو چُن چُن کر نشانہ بنایا گیا۔

پیپلز پارٹی نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دینے والوں کے نام پر جن افراد کو رہا کیا تھا۔ ان کی بڑی تعداد اس ہنگامے میں شامل رہی اور یہ بھی شک ہے کہ پیپلز پارٹی کی ذیلی تنظیم الذوالفقار کے اراکین بھی ان ہنگاموں میں شامل رہے جن کو وفاق کی مکمل سرپرستی حاصل تھی۔

تکبیر ۲/۳/۸۹

اشتہارات کے اجراء میں امتیازی سلوک ختم کیا جائے۔

سی پی این ای کی قرارداد

کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز کے سالانہ اجلاس میں اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ تنظیم ملک میں آزاد پریس کے لئے کام کرتی رہے گی۔ کونسل کے ارکان کی شکایات کے بارے میں متفقہ طور پر منظور کی گئی قرارداد میں اس بات کا نوٹس لیا گیا ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں سرکاری اشتہارات کی تقسیم میں امتیازی سلوک کر رہی ہیں۔ "جریدہ تکبیر" کی اس شکایت کا بھی نوٹس لیا گیا کہ اسے اشتہارات کے ضمن میں سرکاری محکموں کی فہرست سے خارج کر دیا گیا ہے۔

تکبیر ۱۳/۴/۸۹

صدر ضیاء کے اہل خانہ کے نام پر ۵ بنگلوں کا انکشاف۔ ایک بنگلہ فروخت کیا جا چکا ہے۔ حکومت نے تحقیقات کا آغاز کر دیا۔

اسلام آباد (وقائع نگار) معلوم ہوا ہے کہ وفاقی تحقیقاتی اداروں نے سابق حکمرانوں

کی طرف سے اپنے دورِ اقتدار میں بنائی گئی املاک کے بارے میں تحقیقات شروع کر دی ہے۔۔۔۔۔

اب تک کی تحقیقات کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ سابق صدر کی اہلیہ بیٹوں بیٹیوں اور ان کے اپنے نام پر راولپنڈی اسلام آباد میں ۵ بنگلے تھے۔ ان میں سے ایک بنگلہ جوان کی اہلیہ کے نام تھا بعد میں فروخت کر دیا گیا۔۔۔۔۔ تحقیقات کے دوران مبینہ طور پر انکشاف بھی ہوا ہے کہ ایک بنگلے کی تعمیر میں سی ڈی اے نے بھی معاونت کی تھی۔۔۔۔ سابق صدر کے بعض قریبی دوستوں کے لئے سی ڈی اے نے اسلام آباد میں خصوصی پلاٹ دیئے تھے۔

جنگ ۳/۵/۸۹

گیارہ سالہ دور کے بدعنوان افراد کی فہرست تیار ہوگئی۔ ایک سابق وزیراعلیٰ، چھ سابق وزراء سابقہ شوریٰ کے ۱۳ ارکن اور سینٹ و قومی اسمبلی کے ۴۸ سابقہ و موجودہ ممبر شامل ہیں۔ وزیراعظم نے ابتدائی رپورٹ کے بعد مزید تحقیقات کے لئے خصوصی ٹیم قائم کر دی۔ اربوں روپے خورد برد کرنے کا انکشاف ہوا ہے۔

لاہور (نمائندہ خصوصی) باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد سابق صدر ضیاء الحق اور سابق وزیراعظم محمد خاں جونیجو کے گیارہ سالہ دورِ اقتدار میں وفاقی وزراء، ارکان سینٹ قومی وصوبائی اسمبلی مجلس شوریٰ کے ارکان دیگر باا ثر افراد کی جانب سے قومی خزانے کو نقصان پہنچانے کے بارے میں جس تحقیقات کی ہدایت کی تھی اس کی ابتدائی رپورٹ وزیراعظم کو موصول ہوگئی ہے۔۔۔۔۔ جن افراد کی بے ضابطگیاں سامنے آئی ہیں ان میں ایک سابق صوبائی وزیراعلیٰ سمیت چھ سابق وفاقی وزراء جن میں ضیاء الحق ۔ جونیجو کابینہ میں شامل تھے جبکہ سابق مجلس شوریٰ کے تیرہ ارکان کے علاوہ سینٹ اور قومی اسمبلی کے ۴۸ سابق اور موجود ارکان شامل ہیں۔

جنگ ۱۸/۵/۸۹

فوجی زمینوں کی خرید و فروخت وسیع پیمانے پر خورد برد کا انکشاف ۔ آرمی ہسپتال کے لئے رقم دینے کے وعدے پر کراچی میں ہوٹل کے لئے زمین سستی دے دی گئی ۔ ڈیفنس ڈویژن کی آڈٹ رپورٹوں کی جانچ پڑتال پر اکاؤنٹس کمیٹی کا انکشاف ۔

ضیاء کے حواریوں کا یوم حساب آ پہنچا ہے ۔ لوٹ کا حساب لیں گے : نصرت بھٹو

مارشل لا کی گود میں پلنے والے ایک بار پھر روپ بدل کر سامنے آ گئے ہیں ۔ ان لوگوں نے عوام کی کمائی سے کارخانے بنائے ہیں ۔

چترال (نمائندہ جنگ) پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور سینئر وفاقی وزیر نصرت بھٹو نے کہا ہے . . . . . ہم کسی سے انتقام نہیں لینا چاہتے اور نہ لیا ہے ۔ سب اپنے اپنے عہدوں پر موجود ہیں آپ کو یاد ہو گا کہ ان کے سرپرست غاصب ضیاء اقتدار کے پہلے پانچ ماہ میں ہزاروں سیاسی کارکنوں کو جیلوں میں دھکیلا گیا ۔ کوڑے اور پھانسیاں ان کا مقدر بن گئیں ۔ منتخب وزیر اعظم کے خاندان پر بے پناہ مظالم ڈھائے ۔ لیکن پی پی پی کی حکومت نے اپنے پانچ ماہ میں کسی کو جیل نہیں بھجوایا ۔ کسی سے کوئی سہولت واپس نہیں لی ۔ چونکہ ہم عزت والے ہیں ۔ ہم لوگوں کی عزت کرنا جانتے ہیں ۔

جنگ ۱۹/۵/۸۹

❀

اسلام آباد میں ضیاء الحق کے پانچ مکان تھے، میرا ایک بھی نہیں ۔

چترال (اے پ) ..... وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ . . . . . اس پارٹی نے ۹۰ دن میں الیکشن کرانے کا وعدہ قرآن پاک پر کرنے کے بعد مکرنے والوں کے خلاف جرأتمندانہ جدوجہد کی ہے . . . . ہم جنرل ضیاء الحق کی طرح نہیں ہیں جس کے اسلام آباد میں پانچ مکان تھے ۔ مگر جو لوگوں کو نظر انداز کرتا رہا ۔ مجھے پاکستان کے منتخب وزیر اعظم کی بیٹی ہونے پر فخر ہے ۔ مگر میں اسلام آباد میں ایک مکان کی مالک ہونے کا نعرہ نہیں لگا سکتی ۔ کیونکہ اسلام آباد میں میرا کوئی مکان نہیں ہے ۔ ..... اگر وہ چینی چوری کر سکتے ہیں اور جونیاں میں زمین حاصل کر سکتے ہیں تو پھر وہ لوگوں کے لئے کیوں کچھ نہیں کر سکتے ۔

جنگ ۲۱/۵/۸۹

❀

بھٹو کو پھانسی دلانے میں ملوث سیاست دانوں اور صنعتکاروں کی فہرست تیار کر لی گئی ۔

پیپلز پارٹی محکمہ اطلاعات نے پھانسی کے بعد جنرل ضیاء کو بھیجے جانے والے مبارک باد کے پیغامات اور خطوط کا ریکارڈ بھی حاصل کر لیا ۔

کراچی (پ پ ا) پیپلز پارٹی سندھ کے محکمہ اطلاعات نے ایسے سیاست دانوں، تاجروں

صنعت کاروں اور اخباری مالکان کی فہرست تیار کر لی ہے جنہوں نے جنرل ضیاء الحق سے مطالبہ کیا تھا کہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دے دی جائے۔ محکمہ اطلاعات ایسے پیغامات اور خطوط کا ریکارڈ حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گیا ہے۔ جس میں ان لوگوں نے بھٹو کی پھانسی پر جنرل ضیاء کو مبارک باد دی تھی۔ اس کا انکشاف پیپلز پارٹی سندھ کے سیکرٹری اطلاعات اقبال یوسف نے گزشتہ روز یہاں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم انتقامی سیاست پر یقین نہیں رکھتے۔ لیکن ایسے لوگوں کو معاف نہیں کریں گے جنہوں نے ہیروئن اور کلاشن کوف کلچر کو اس ملک میں پھیلایا۔

(جنگ - ۲۲/۵/۸۹)

جنرل ضیاء اینڈ فیملی کے ۷ مکانات۔ وفاقی حکومت نے تفصیلات جاری کر دیں۔

اسلام آباد (اے پی) مرحوم جنرل ضیاء الحق اور ان کے خاندان کے افراد کے اسلام آباد، راولپنڈی، لاہور اور پشاور میں سات مکانات یا پلاٹ ہیں۔

پاکستان ٹیلیویژن نے آج خبر نامہ میں سابق صدر اور ان کے اہل خانہ کے مکانات کے بارے میں فلم رپورٹ دکھائی۔ ٹی وی کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک رہنما مسٹر نفیس صدیقی نے جنرل ضیاء مرحوم کے صاحبزادے اعجاز الحق کے اس بیان کو ان کے پاس راولپنڈی میں صرف ایک مکان ہے۔ انتہائی مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے جنرل ضیاء کے دور اقتدار میں ان کے خاندان کے نام ہونے والے بیش قیمت رہائشی پلاٹوں اور مکانوں کی تفصیل بتائی۔

(جنگ - ۲۳/۵/۸۹)

ایک الزام بھی ثابت نہیں ہوا۔ حکومت اور سرکاری میڈیا پر مقدمہ کروں گا۔ (اعجاز الحق)

ہمارے خلاف پراپیگنڈے کی بہت بڑی مہم شروع کی گئی ہے۔ سپریم کورٹ کے جج سے ضیاء اور بھٹو خاندان کے اثاثوں کی تحقیقات کرائی جائے۔

ابوظہبی (نمائندہ جنگ)۔۔۔ اعجاز الحق نے الزام لگایا کہ موجودہ حکومت نے ہمارے خلاف پروپیگنڈے کی ایک بہت بڑی مہم شروع کی ہے۔ اور بہت سی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن کا مقصد ضیاء خاندان کے اثاثوں اور جائیداد کی تحقیقات ہے۔ اب تک کوئی بھی ان میں سے ایک بھی الزام ثابت نہیں کر سکا۔۔۔

انہوں نے کہا کہ دس منٹ کے لیے قومی نشریئے پر ہمارے رشتہ داروں اور دوستوں کی جائیدادیں دکھائی گئیں۔
اور یہ تاثر دیا گیا کہ یہ سب ضیاءالحق کا ذاتی تھا۔ (جنگ ۸۹/۵/۲۵)

پیپلز پارٹی نے میرا، میری بہن اور اس کے سسرال والوں کا مکان بھی ضیاءالحق کے کھاتے میں ڈال دیا ہے۔

میرے والد نے اپنی زندگی میں صرف ایک ہی مکان بنایا۔ اس مکان پر صرف کئے جانے والے ایک ایک پیسے کا حساب موجود ہے۔ ہمارے خلاف ایک یہودی مشیر کی نگرانی میں مہم چلائی جا رہی ہے۔

ہم پر پتھر پھینکنے والے بتائیں کہ انہوں نے دس سال لندن اور پیرس امراء کے علاقوں میں کیسے گزارے۔ ان کے شاہانہ اخراجات کون پورے کرتا تھا؟ جھوٹ نہ بولا جائے ورنہ ہم بھی سچ بولنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اعجازالحق

راولپنڈی (پ ر) صدر ضیاءالحق کے صاحبزادے اور پاکستان مسلم لیگ کے رہنما جناب اعجازالحق نے درج ذیل اخباری بیان جاری کیا ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت نے شہید صدر جنرل ضیاءالحق کی کردار کشی کے لئے کئی ہفتوں سے ایک باقاعدہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ درجنوں کارندے اور دانش ور ایک یہودی مشیر کی نگرانی میں دن رات اس مہم میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کا تازہ شاہکار ۲۲ مئی کی رات پاکستان ٹیلیویژن سے نشر کی جانے والی وہ خبر ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ صدر ضیاءالحق اسلام آباد اور راولپنڈی میں ۵ بڑے مکانات کے مالک تھے۔ بدنیتی اور چالاکی سے مرتب کی گئی اس خبر کا مقصد اس شخص پر کیچڑ اچھالنا ہے جس کے اُجلے کردار کی یادیں وفاقی حکمرانوں کے لئے ڈراؤنا خواب بن چکی ہیں۔۔۔۔ فسانہ گھڑنے والوں نے جنرل ضیاءالحق کے عزیز و اقارب کے مکانات بھی ان کے نام لگا دیئے ہیں۔ حیرت ہے کہ انہوں نے میرے خون اور پسینے کی کمائی سے بنا ہوا ذاتی مکان بھی میرے والد کے کھاتے میں ڈال دیا ہے۔ میری شادی شدہ بہن کا نامکمل مکان بھی جنرل ضیاء کی جائیداد قرار دے ڈالا ہے۔ اور تو اور

میرے ایک بہنوئی کی والدہ کا مکان بھی جنرل ضیاء الحق کی ملکیت میں ڈال دیا گیا ہے۔ اگر فہرست اسی طرح بنائی جانے تو پھر ہمارے دور و نزدیک کے سارے عزیز و اقارب کے نام بھی اس میں شامل کر دیئے جائیں تاکہ تعداد میں کئی گنا اضافہ کیا جا سکے۔ میں شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر ان کو اسی طرح کی جوابی کارروائی کا نشانہ بنایا گیا تو پھر ان کے پاس کیا جواب ہوگا۔ مثلاً کیا یہ بتایا جا سکتا ہے کہ جو لوگ دس برس تک لندن اور پیرس میں امراء کے علاقوں میں مقیم رہے ان کے شاہانہ اخراجات کہاں سے پورے ہوتے رہے کیا بیرون ملک ان کا کوئی کاروبار موجود ہے؟ کیا انہوں نے قانونی ذرائع سے کوئی زرمبادلہ ملک سے باہر بھیجا تھا؟ کیا کوئی خاص لوگ انہیں روپیہ فراہم کرتے رہے۔ یہ لوگ کون تھے اور ان کی عنایات کا مقصد کیا تھا۔ کیا آج انہی لوگوں کی خواہشات اور مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ملکی خارجہ پالیسی دفاعی استحکام اور قومی امنگوں کو گروی رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میرے شہید والد نے کسی خاندان یا مخالف کی کردار کشی سے ہمیشہ گریز کیا ہے جب کہ ان کے پاس معلومات کا ذخیرہ موجود تھا۔ ہم بھی اپنے مخالفین کی حرکات سے اچھی طرح آگاہ ہیں لیکن ذاتی حملوں کی چھچھوری سیاست میں اُلجھنا نہیں چاہتے۔ ہم ان کم فہم افراد کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہمارے بارے میں جھوٹ بولنے سے باز آ جائیں۔ ورنہ ہم اُن کے بارے میں سچ بولنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

(جنگ ۲۴/۵/۸۹)

مرحوم صدر ضیاء الحق کے بیرون ملک ۴۲ ارب روپے کے اثاثے موجود ہیں۔

سابق صدر کا خاندان ایک غیر ملکی بنک کا سب سے بڑا حصہ دار ہے۔ پیپلز پارٹی کے رہنما نعیم احمد رانا کا الزام۔

لاہور (کامرس رپورٹر) ۵ سالہ جلاوطنی کے بعد وطن واپس آنے والے پیپلز پارٹی کے رہنما نعیم احمد رانا نے کہا ہے کہ ملک میں عوامی حکومت کے قیام کا پہلا مرحلہ طے ہو چکا ہے اور اب عوامی انقلاب اس ملک کا مقدر بننے والا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ گزشتہ گیارہ برسوں میں عوام کی دولت کو ذاتی شاہ خرچیوں کے لئے استعمال کیا گیا۔ اور قومی معیشت کی ترقی کے لئے وقف رقوم بیرون ملک

ذاتی اکاؤنٹس میں بھیج دی گئی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ سابق صدر ضیاء الحق کے دنیا بھر میں اثاثے موجود ہیں۔ اور کئی غیر ملکی اخبارات میں انہیں دنیا کا امیر ترین فوجی حکمران قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضیاء کا خاندان ایک بڑے غیر ملکی بینک کا سب سے بڑا حصہ دار ہے اور ماضی میں اس بینک پر منشیات فروشوں کو قرضے جاری کرنے کے الزامات بھی عائد کئے جا چکے ہیں۔

جنگ ۱/۶/۸۹

وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے چترال میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "ہم ضیاء الحق کی طرح نہیں ہیں، جس کے اسلام آباد میں پانچ مکانات تھے۔ مجھے پاکستان کے منتخب وزیر اعظم کی بیٹی ہونے پر فخر ہے۔ مگر اسلام آباد میں میرا کوئی مکان نہیں ہے۔ اس کے جواب میں جناب اعجاز الحق نے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا۔

"بے نظیر بھٹو نے الزام لگایا کہ ضیاء الحق کے پانچ مکان اسلام آباد میں ہیں۔ بے نظیر بھٹو اور ان کے حواری یہ الزام ہمارے خلاف تواتر سے لگا رہے ہیں۔۔۔۔ ہمارے خلاف بے بنیاد اور من گھڑت اور جھوٹے پروپیگنڈہ کی توپوں کا منہ کھول دیا گیا ہے۔ جھوٹ پر مبنی نت نئے الزام تراش خراش کر ہمارے خلاف لگائے جا رہے ہیں۔ بے نظیر کو خود ہی سوچنا چاہیئے۔ کہ آخر وہ کتنی دیر تک جاری رکھ سکیں گی۔ وہ اقتدار کی قوت، ذرائع ابلاغ پر قبضہ ہونے کی وجہ سے شاید یہ سمجھ بیٹھی ہیں کہ متواتر اور مسلسل بے بنیاد الزام تراشی کر کے اور صریح جھوٹ اور اس کی تکرار سے وہ حقیقت پر پردہ ڈالنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ تاریخ کا یہ فیصلہ نہیں ہے۔۔۔۔

انہوں نے مزید کہا کہ لوگ مکانات کسی علاقے میں کسی دلچسپی یا رغبت یا قلبی لگاؤ کی بنا پر بناتے ہیں۔ جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا اسلام آباد میں کوئی مکان نہیں ہے تو کیا وہ یہ بات بتانا پسند کریں گے کہ ان کے کینز، لندن اور پیرس کس کس مقام پر اور کس کس جگہ کتنے مکان ہیں؟ کیا اس میں یہ امر بخوبی واضح نہیں ہو جاتا کہ انہوں نے تو اپنے نئے مکانات بنانے کیلئے خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دارالحکومت کو پسند نہیں کیا اور اس کی جگہ اس کام کے لئے دیار غیر کی مٹی ہی اُن کے من بھاتی ہے۔

ہفت روزہ زندگی ۲ تا ۹ جون ۱۹۸۹ء

اتفاق فونڈری فاروق لغاری کے خلاف فوجداری مقدمات درج کرائے گی۔ لوگوں نے اربوں روپے معاف کرائے۔ اتفاق نے ایک دھیلا بھی معاف نہیں کرایا۔ سارے معاملے میں نواز شریف کو ملوث کیا گیا ہے۔ جو اتفاق کی کسی کمپنی کے ڈائریکٹر نہیں۔ اتفاق ہسپتال ایسے فلاحی ادارے کو بھی سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

اتفاق فونڈری کے مال کے لئے مال گاڑی کی سہولتیں فراہم کرنے سے انکار۔ کراچی سے خام مال نہ پہنچنے کی وجہ سے فونڈری کی بھٹیاں بند ہو جائیں گی۔ (جنگ ۱۵/۶/۸۹

بے نظیر چھ ماہ میں کوئی معرکہ سرانجام نہیں دے سکیں۔ ذہنی توانائیاں نواز شریف کو ہٹانے پر صرف کر رہی ہیں۔ نیوز ویک کا تبصرہ۔

(جنگ ۱۵/۶/۸۹)

زیڈ اے سلہری۔ میاں م۔ش۔ حبیب الرحمٰن شامی الطاف حسین قریشی اور مرارجی ڈیسائی کے لئے جن اعزازات کا شہید صدر ضیاء الحق نے اعلان کیا تھا منسوخ کر دیا گیا۔

اکادمی ادبیات پاکستان سے پروفیسر پریشان خٹک کرنل ضمیر جعفری کو الگ کر دیا گیا۔ احمد فراز کو اکادمی ادبیات پاکستان کا چیئرمین مقرر کر دیا گیا۔

بے نظیر بھٹو کا سعودی عرب میں سفارت خانے کے ذریعے حکومت سعودی عرب کو پیغام کہ فیصل مسجد سے ضیاء الحق کی قبر ہٹا دی جائے۔

پروفیسر محمد منور مرزا کو اقبال اکیڈمی سے الگ کر دیا گیا۔

ضیاء الحق شہید کے جنازے کی منظر کشی کرنے والے اظہر لودھی کو کارنر کر دیا گیا۔

پیر و فیسر طاہرہ بردہی کے گھر کی تلاشی لی گئی۔ اسے کے بردہی کے ذاتی کاغذات جو سابق وزیراعظم ذوالفقار بھٹو کیس سے متعلق تھے تلاشی لینے والی ایجنسی زبردستی اپنے ساتھ لے گئی۔

موجودہ حکومت ضیاء دشمنی میں اتنی دور نکل گئی ہے کہ مرزائیوں کا پریس "ضیاء الاسلام" اور رسالہ "الفضل" ضیا دور میں جن پر پابندی لگا دی گئی تھی اس نے آتے ہی انہیں واگذار کر دیا ہے۔

سابق سیکرٹری مسٹر نسیم احمد قادیانی کو اقوام متحدہ میں مندوب مقرر کر دیا گیا، جو ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ملک سے فرار ہو گیا تھا۔

ملک کے اندر جہاں جہاں ضیاء الحق کے نام کی تختیاں نصب ہیں ان میں سے اکثر کو ہٹایا جا رہا ہے۔

دہشت گردی کے وہ اخلاقی اور قومی مجرم جنہیں ضیا دور میں اُن کے سنگین جرائم پر کڑی سزائیں دی گئی تھیں، پیپلز پارٹی کی حکومت نے آتے ہی صرف ضیا دشمنی میں انہیں قومی ہیرو اور سیاسی کارکن قرار دے کر جیلوں سے رہا کر دیا۔

بقیہ از صفحہ ۵۰

والے اگر مومنین و مسلمین بلکہ پاسدارانِ انقلابِ اسلام کہلا سکتے ہیں ——— تو سلمان رشدی سے کتاب لکھوا کر اس کے "جانی دشمن" بھی ہو سکتے ہیں ایسے جانی دشمن کہ اب برطانوی سرکار کی حفاظت میں ایرانی دھرم کو انگریزی ناولوں میں منتقل کرنے کا کام زور و شور سے جاری ہے اور اُمتِ رسول کیلئے اپنے آقا و مولا کے گستاخ کو ٹھکانے لگانا دشوار تر ہو چکا ہے۔ خدارا کچھ سوچئے، کچھ سمجھئے اور اصلی دشمن کو پہچانئے اس کی ہر سازش کا جواب دیجئے۔ ورنہ مذہبی بے غیرتی آپ کو لے ڈوبے گی۔ یقیناً (امیر شریعتؒ کے بقول) غیرت آج حیران ہو کر مسلمان نوجوانوں کا منہ دیکھ رہی ہے۔!

تجزیہ

محمد جاوید اختر

یہ تہمت ہے مختاری کی

حال ہی میں وزیراعظم صاحب امریکہ کے چھ روزہ دورے سے واپس آئیں تو اخباری نمائندوں کو انٹرویو دیتے ہوئے اپنے ایک بیان میں کہا کہ "امریکہ نے پاکستان کی سلامتی کے تحفظ اور منتخب حکومت کی حمایت کا یقین دلایا ہے۔"

یہ کوئی نئی بات نہیں امریکہ بارہا نہ صرف پاکستان بلکہ تیسری دنیا کے بہت سے ممالک کو ایسی یقین دہانیاں کراتا رہتا ہے اور ۱۹۷۱ء میں تو پاکستان کی سلامتی کے تحفظ کا کارنامہ سرانجام دے بھی چکا ہے۔" ہمارا ہی یہ حوصلہ ہے کہ ہم ایک ہی سوراخ سے باربار ڈسے جانے کے عادی ہیں۔ ہمیں خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی قوتِ بازو پر یقین نہیں بلکہ امریکہ سے سلامتی کے تحفظ کی امید ہے۔ کیا امریکہ ہمارا چوکیدار ہے؟ ہرگز نہیں۔ یا پھر آقا ہے؟ شاید! کیونکہ ہمیں اپنی پالیسیاں بھی امریکی مفادات کے مطابق بنانی ہوتی ہیں اور ملکی قوانین پر عمل درآمد بھی امریکہ ہی کرائے۔ جب چاہے قانون بدل ڈالے یا قانون کے خلاف بغاوت کرا دے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی

جو چاہیں سو آپ کریں ہے ہم کو عبث بدنام کیا

پیپلز پارٹی کے ایک ڈگر پر نہ ٹھہرنے کی بھی شاید یہی وجہ ہے کہ سب کچھ سی آئی اے کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ ایک کٹھ پتلی حکومت ہے۔ آخر ایک بائیں بازو کی جماعت دائیں بازو کی طاقتوں کے سامنے جھکی، اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا پی پی کے بنیادی نظریات غلط تھے اور انہوں نے عوام کی نظروں میں محض دھول جھونکی تھی۔ اگر ایسا نہیں اور اس کے برعکس اگر ان کی سوچ کے مطابق نظریات درست ہیں تو ان پر استقامت کیوں نہیں! اپنی پالیسی واضح کیوں نہیں کرتے؟ عوامی حکومت ہونے کے ناطے عوام کو کیوں نہیں واضح طور پر بتاتے کہ وہ کونسی وجہ ہے جس نے ان کو "بابائے جمہوریت"

کی بجائے بقول ان کے "ایک آمر کے ساتھی ڈکٹیٹر" کا ساتھ دینے پر مجبور کیا ـــ اقتدار کی ہوس اور سی آئی اے کی بالادستی نے ان کا وزن دائیں بازو کے پلڑے میں ڈال دیا کیونکہ بائیں بازو کی طاقتوں میں اتنی جان نہیں کہ اپنے چاہنے والوں کو اقتدار دلا سکیں ۔ پی پی نے فوراً بائیں لابی سے اپنا رُخ دائیں لابی کی طرف موڑا اور ایک دفعہ پھر ثابت کر دیا کہ اقتدار شرط ہے ..... بازو بدلنے میں کونسی دیر لگتی ہے۔ اور پی پی کے کٹر بائیں بازو کے عناصر انڈر سوویت پراپیگنڈے کے تحت افغان جہاد اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے خلاف مصروف عمل ہیں ۔ اور اپنے محسن امریکہ کی رضا کا خیال کرتے ہوئے یہ کارنامے سرانجام دے رہے ہیں۔

ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ ذاتی مفادات کو نظریات پر اہمیت حاصل ہے۔ اجتماعی سوچ کی بجائے انفرادی سوچ عام ہے جبکہ قوم کی بقا اور سلامتی کا دارومدار اس کے نظریات پر ہے نہ کہ امریکہ بہادر کی یقین دہانی پر ۔ دوسرے لفظوں میں پاکستان کی بقا اور سلامتی، اسلامی نظام کے نفاذ سے مشروط ہے۔

اس ضمن میں اپنے دوستوں اور دشمنوں کی پہچان بھی بہت ضروری ہے اور اس کے لئے بہر حال اجتماعی سوچ کی ضرورت ہے ۔لیکن شاطر سیاست دانوں اور حکمرانوں نے ہمیشہ قوم کے اجتماعی شعور اور نظریاتی تشخص کو مجروح اور متزلزل کیا۔ جب نظریہ پاکستان دبتا چلا گیا ۔ عوام اور حکمرانوں نے اس نظریئے سے پہلو تہی اختیار کی۔ تو بھٹو صاحب نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سوشلزم کا پرچار شروع کر دیا ۔ خوب سنہری خواب دکھائے اور عوام کی رال ٹپکنے لگی۔ علمائے کرام برابر چیختے رہے۔ لیکن عوام نے ان کی کسی بات پر کوئی دھیان نہ دیا ۔ دجل و فریب کے سیلاب میں بہتے چلے گئے۔ آخر جب انہیں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔ لینے کے دینے پڑ گئے، تو ایک مرحلہ پر تحریک نظام مصطفےٰ چلی، اس سے یہ ضرور ہوا کہ کچھ سیاسی جماعتوں نے اپنے منشور میں نظریہ پاکستان کو جگہ دینا شروع کر دی۔ ملکی آئین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی زبانی اور کسی حد تک عملی کوششیں بھی ہوئیں۔ لیکن سیکولر سیاسی جماعتیں (خاص طور پر ولی خان اینڈ کو، پی پی اور تحریک استقلال) اس معاملے میں خاصی مستقل مزاج نکلیں، کہ انہوں نے نظریہ پاکستان کو نہ صرف اہمیت نہ دی بلکہ سرے سے انکار کر دیا۔

تحریک استقلال کے سربراہ ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خان تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران بھی یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ ہمارا مقصد حکومت حاصل کرنا ہے نہ کہ اسلامی نظام کا نفاذ ——— گویا اسلام کی اجتماعی زندگی کی اہمیت کو ماننے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں۔ جبکہ اجتماعی زندگی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس برس محنت کی اور مخلصین کی جماعت تیار کی۔ جس کی قرآن مقدس نے بار بار تائید فرمائی۔

آج بھی پی پی کے وزراء اس بات کی بالالتزام نفی کرتے رہتے ہیں۔ وفاقی وزیر قانون مسٹر افتخار گیلانی آٹھویں ترمیم کے سلسلہ میں یہ بات کہہ چکے ہیں کہ لوگوں کو مساجد جانے سے کون روکتا ہے۔ شاید موصوف یہی سمجھتے رہے کہ لوگوں کو مساجد میں جانے کی ممانعت ہے۔ اسی لئے اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک اسلام مساجد تک ہی محدود ہے۔ اور یہ بات بھول گئے ——— کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کو خدا اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے تابع کرنا ہی اسلام ہے۔ یہی نظریہ پاکستان ہے۔ اسی میں قوم کی بقا ہے اور یہی انسانیت ہے۔ اس کے دشمن پاکستان کے دشمن ہیں۔ اس سے غافل لوگ قوم کی جڑیں کھوکھلی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ جب تک پاکستان کی داخلہ اور خارجہ پالیسیاں نظریہ پاکستان کے مطابق نہیں ہوگی۔ پاکستان کی ترقی اور سلامتی ممکن نہیں' چاہے امریکہ ہزار یقین دہانیاں کراتا پھرے۔ جہاں تک منتخب حکومت کی حمایت کا تعلق ہے' یہ کام امریکہ یقیناً کرے گا۔ کیونکہ یہ تو اس کی خواہش اور مفادات کے عین مطابق ہے کیونکہ غیر اسلامی نظریات کا پرچار اور اسلام میں نقب لگانا یہودی لابی کی ہمیشہ سے کوشش رہی ہے۔ اسلام سے مزاحمت کر کے اسے نقصان پہنچانے میں یہ لوگ ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔ جہاد افغانستان موجودہ دور کی روشن مثال ہے۔ ہاں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش جو یہ لوگ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کراتے رہے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کو نقصان ضرور پہنچا جس سے کمزور عقیدہ کے مسلمان گمراہ ہوتے رہے۔ اسلامی ملک پاکستان میں جسے اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے، ایک خاتون کا وزیر اعظم بننا یہودی لابی کی ایک اہم کامیابی ہے۔ امریکہ اسے تحفظ نہیں دے گا تو یقیناً حماقت کرے گا۔

ع سمجھ ہر ایک راز کو مگر فریب کھائے جا

حافظ عرفان احمد عمرانی
ملتان

غیرت حیرانی سے تکتی ہے؟

رسوائے زمانہ شاتم رسول' رشدی شیطان کی حالیہ ناپاک جسارت کے خلاف عالم اسلام سراپا احتجاج ہو کر رہ گیا۔ امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا، بھارت اور پاکستان میں فرزندانِ توحید و ختم نبوۃ کا ردِ عمل شیاطینِ مغرب و مشرق کو لرزہ براندام کر گیا۔ لیکن یہ افسوس ناک حقیقت اپنی جگہ اب بھی موجود ہے کہ دسیوں جانوں کا نذرانہ دیکر بھی وہ مقصد حاصل نہیں کیا جاسکا اور ملعون رشدی جہنم واصل نہ ہوا۔ کیا یہ لمحہ فکریہ نہیں ہے؟ نوجوانوں کو خصوصاً اب جذبات اور عزائم کے علی الرغم سوچنا چاہیئے۔ جس سے یقیناً بہت سے موقع پرستوں اور آستین کے سانپوں سے انہیں "تعارف" حاصل ہوگا۔

کیا شاتم رسول کے قتل کی قیمت مقرر کرنے والے نام نہاد انقلابیوں کا کردار ہماری آنکھیں کھولنے کو کافی نہیں ہے؟ چودہ سو سالوں کی ہماری تاریخ میں خدا، رسول، کتاب الٰہی اور ازواج و اصحابِ رسول کے بارے میں تہمت طرازی، تبرّیٰ بازی اور مغلظات سے لاکھوں صفحے سیاہ کرنے کا سہرا کس کے سر ہے؟ یہ وہی ہیں جو آلِ نبی اور اولادِ علی کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ ایک طرف پوری دنیا کے باطل اور کفر کی مخالفت کے نعرے اور دوسری طرف روسیوں کی پشت پناہی سے "اسلامی انقلاب" کا قیام ایک طرف امریکہ سے کھلم کھلا نفرت اور بیزاری کا اظہار اور دوسری طرف اسرائیل کی معرفت امریکی اسلحے کی ریکارڈ توڑ خریداری! ایک طرف فلسطین کے مجاہدوں سے اظہارِ یکجہتی اور دوسری طرف شام اور اسرائیل کی ملی بھگت میں خصوصی شرکت کہ جس کے نتیجے میں الامل ملیشیا وغیرہ کی صورت میں، فلسطینیوں کی پیٹھ میں زہر بجھا خنجر اُتر چکا! ایک طرف افغان مجاہدین کی تائید و حمایت اور دوسری طرف روس سے پینگیں بڑھا کر عبوری حکومت کو بے کار اور ناکام بنانے کی سازشیں! جی ہاں یہ "اسلامی انقلاب" ہے اور یہ قائدِ انقلاب ہیں اور یہی منافقت سے بالکل پاک ایرانی دھرم ہے۔!

جان لیجئے! تمام انبیاء کرام حتیٰ کہ حضور خاتم النبیین والمعصومین (علیہم السلام) کو معاذ اللہ ناکام و نامراد کہنے والے، اُمہات المومنین کو (معاذ اللہ) منافق کہنے والے اور یارانِ نبی کو (معاذ اللہ) کافر مرتد اور جہنمی کہنے

آئیے۔ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کیجئے۔!

ہمارے دینی ادارے اور مستقبل کے منصوبے

مسلمان توجہ فرمائیں

★ — مجلسِ احرارِ اسلام دینی انقلاب کی داعی ہے۔ دینی انقلاب — دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ ۱۹۲۹ء سے آج تک احرار نے بیسیوں تحریکوں کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ احرار کی سب سے بڑی، مضبوط اور زندہ تحریک **تحریکِ ختمِ نبوّت** ہے۔

★ — پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد احرار نے سینکڑوں دینی ادارے قائم کیے جن سے اُمتِ مسلمہ میں دینی مزاج عام اور دینی قوتوں میں اضافہ ہوا۔ اکابرِ احرار نے ایک بات شدّت سے محسوس کی کہ جب تک دینی ادارے بُنیادی طور پر احرار کی نگرانی میں نہیں چلتے اُس وقت تک یکجہتی پیدا ہونا مشکل امر ہے۔ لہٰذا ہم نے اُمّتِ مسلمہ کے تعاون سے اندرون و بیرونِ مُلک دینی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں جن کی مختصر تفصیل یُوں ہے :

★ مدرسہ معمورہ ——— مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان ———

★ مدرسہ معمورہ ——— دارِ بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان

★ مدرسہ محمودیہ معمورہ ——— ناگڑیاں ضلع گجرات ———

★ جامعہ ختمِ نبوّت ——— مسجد احرار متصل ڈگری کالج ربوہ ۔ فون نمبر : ۸۸۶ ———

★ مدرسہ ختمِ نبوّت ——— سرگودھا روڈ ربوہ ———

★ دارُالعلوم ختمِ نبوّت ——— چیچہ وطنی ۔ فون نمبر : ۲۹۵۳ ———

★ مدرسہ ابوبکر صدّیق ——— تلہ گنگ ضلع چکوال ———

★ یُوکے ختمِ نبوّت مشن ——— (ہیڈ آفس) گلاسگو، برطانیہ ———

یہ ادارے سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کے اخراجات اور آئندہ کے منصوبے، مسجد احرار ملتان، مدرسہ معمورہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر زمین کی خرید اور تعمیرِ نو، دفاتر کا قیام، بیرونی ممالک میں مُبلّغین کی تعیناتی اور اداروں کا قیام، پچاس کتابوں کی اشاعت — یہ تمام کام اُمّتِ رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے تعاون سے ہوگا۔ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔

تعاون آپ کریں دُعاء ہم کرینگے اور اجر اللہ پاک دینگے — آئیے، آگے بڑھئے اور اجر کمائیے

سیّد عطاءُ المحسن بُخاری مُدیر مدارس التحفیظ والمساجد

دارِ بنی ہاشم ○ پولیس لائنز روڈ ○ مُلتان

ترسیل زر کے لئے : اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان

عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفّظ، محاسبۂ مرزائیت و

رافضیت، اُسوۂ آل و اصحابِ رسول علیہم السّلام کی

تعلیم و تبلیغ کو مُلکی اور عالمی سطح پر عام کرنے کے لئے

چرمِ قربانی

یا اُن کی قیمت

تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت

کو دیجئے!

ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری ناظمِ اعلیٰ

"عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان" و "تحریک تحفّظ ختم نبوّت پاکستان"